معلقه گوشت خوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے منعم باری تعالیٰ تیری کس کس نعمت کا شکر ادا کیا جاوے۔ تیری ہر ایک نعمت بلاشبہ شکر کے لائق ہے۔ رات دن تیری ربوبیت عامہ کا دسترخوان کھلا ہے جس پر تیری مخلوق تیری پیدا کی ہوئی طرح طرح کی نعمتیں کھا رہی ہے اپنے کسی عمل و عبادت کی عوض نہیں بلکہ محض تیرے فضل عمیم سے۔ تیرے فضل کے آثار تیری موجودات میں تیرے عارفوں کو بارش کی طرح برستے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ اے میرے رب تیری ربوبیت عامہ کے فیض سے ہر ایک ذی روح کی روزی انکی فطرت کے مطابق مقرر ہے کسی کو گوشت اور کسی کو نباتات دینا تیری صفت رزاقی کا کام ہے اور ایک ذی روح کو دوسرے جاندار کی خوراک ٹھہرانا تیرے ہی مالکانہ تصرف کا قانون ہے وہ آدمی کتنا بڑا نادان اور کیسا ہی بے عقل ہے جو تیرے گوشت خور جانوروں کے پیدا کرنے پر جنکی خوراک ان کی فطرت کے مطابق تو نے گوشت ہی مقرر کی ہے تجھکو ظالم یا جابر خیال کرے وہ عقل کا دشمن اور کور باطن یہ نہیں جانتا کہ ظلم و ستم تو بیگانی شئے پر تصرف کرنے سے ہوتا ہے اور اس تمام جہان کا ذرہ ذرہ معہ عناصر و ارواح و ما فیہا کا عدم سے موجود کرنا تیری ہی قدرت خلاقیت کا کرشمہ ہے اور اپنی تمام مخلوقات پر حسب مرضی تصرف کرنا تیری ہی صفت مالکیت کا حق ہے تو شیر خوار بچوں کو ماؤں کی گود سے نکال کر زمین میں سلاتا ہے اور والدین کو بچوں کی سرپرستی سے موت دیکر خاک میں ملاتا ہے تیرا یہ فعل ظلم میں داخل نہیں بلکہ انتظام ہے جو تیری

حکمت بالغہ پر مبنی ہے تیرے قانون قدرت میں گوشت خوری کا جواز ہم اپنی آنکھوں سے
رات دن مشاہدہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ تیرے پیدا کیے ہوئے شیر اور چیتے[1] باز
باشہ بھیڑیا وغیرہ وغیرہ جاندار تیرا دیا ہوا تازہ بتازہ گوشت ہی کھاتے ہیں - اے
ہمارے مالک و مختار پروردگار تیرے قانون فعلی یعنے تیری پیدا کی ہوئی سرشٹی میں
گوشت خوری کا جواز ثابت ہے جس سے نادان بھی انکار نہیں کر سکتا اور
کیونکر کر سکے. عیاں راچہ بیان - خداوندا جب تیرے فعل سے اور تیری ہی منشا سے
تیری پیدا کی ہوئی سرشٹی میں تیرا ہی قانون گوشت خوری کا شاہد ہے تو تیرے قانونی
کلام میں جو بندوں کی ہدایت کے واسطے تیری طرف سے تیرے نبیوں پر نازل ہوا ہے
اس میں گوشت خوری کا حکم صادر ہو تو اس کا انکار سوائے بیوقوف اور خدا کی قدرت کے
منکر کے اور کون کر سکتا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ خداوندا تیرا قول تیرے فعل کے مطابق و
موافق ہونا از حد ضروری ہے اور جو کلام یا کتاب یا پوتھی تیری طرف منسوب ہو اور تیرے
قانون قدرت کے خلاف بندگان خدا کو تعلیم دے وہ کتاب یا پوتھی تیری طرف سے
ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ تیرے قول اور فعل میں مغائرت کا ہونا غیر ممکن ہے خداوندا تیری
سرشٹی میں گوشت خوری کا سلسلہ قدیم سے تیرا ہی جاری کیا ہوا قانون تیرے پیدا
کیے ہوئے جانوروں کی سرشت خود بخود ظاہر کر رہی ہے اب اگر کوئی پوتھی تیرے قانون
قدرت کے سلسلے کو باطل کر کے عدم جواز گوشت خوری کا مسئلہ پیش کرے کیا وہ
پوتھی یا کتاب تیری طرف منسوب ہو سکتی ہے - اور کوئی عاقل اس کو تیرا فرمان کہہ سکتا ہے

---

[1] گوشت خور جانوروں کا پورا پورا بیان عشرہ کاملہ از تصنیف مولوی فیروز الدین صاحب مدرس بورڈ سکول سیالکوٹ مطبوعہ ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۵۷ سے ۹۲ تک ملاحظہ فرمائیں ۱۲-

ہرگز نہیں۔ ان عقل کے دشمنوں پر افسوس جو تیری پیدا کی ہوئی سرشٹی میں دن رات نظّارہ بازی کرتے ہوئے اور ایک جاندار کو دوسرے جانور کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھکر اور نیز تیرا حکمی کلام جو تیرے پاک بندوں کی معرفت نازل ہوا ہے اس میں گوشت خوری کا جواز دیکھتے ہوئے اور خود اپنی مسلمہ اور مقبولہ وید و شاستر میں گوشت کا کھانا اور جانوروں کی قربانیاں پڑھکر بھی آنکھیں بند کر کے تعصب اور ضد سے انکار کیے جاتے ہیں اور یہ نہیں کہ صرف انکار ہی کرتے ہوں۔ بلکہ تیرے قانون قدرت کا دھیان رکھنے والوں اور تیرے قانونی کلام کے ماننے والوں سے دنگہ و فساد کرتے ہیں اور اس دنگے اور فساد کی سخت تکلیف ہماری مہربان محسن گورنمنٹ کو بھی ہوتی ہے اس لیے خاکسار کمترین الہ دین ابن کریم بخش لودیانوی نے نہایت نیک نیتی سے یہہ رسالہ لکھا تاکہ اس کے مطالعہ سے عوام ہنود جو اپنی مذہبی کتابوں سے محض ناواقف ہیں۔ صرف دنیا پرست برہمنوں یا ضدی آریہ لیکچراروں کے دام فریب میں آکر آمادہ فساد نہوں پہلے خوب غور سے اپنے گھر کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور خدا کا خوف کر کے اس فعل شنیع سے باز آویں اور عامہ خلایق کے آرام میں خلل انداز نہوں تمام کتب سماوی میں گوشت خوری کا جواز اور قربانی کا حکم پایا جاتا ہے۔ اور ہماری عادل گورنمنٹ بھی اہل کتاب اور کتب سماوی کو ماننے والی ہے جس نے ہر ایک طرح ہر مذہب و ملت والوں کو فرائض مذہبی کے ادا کرنے کی اجازت اور آزادی دے رکھی ہے۔ آریہ بھائی خوامخواہ فتنہ و فساد کر کے اپنے قدیم بھائی مسلمانوں کو نہیں۔ بلکہ خود گورنمنٹ کو مذہبی امورات سے مانع ہوتے ہیں انہیں آریہ بھائیوں کی خاطر ہمیں یہ رسالہ لکھنا پڑا اور اس رسالہ کا نام **قدامت قربانی از کتب آسمانی** رکھا گیا ہے خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے

ہمارے قدیم ہمسایوں ہندو بھائیوں کو اس کے مطالعہ کی توفیق عطا فرماوے آمین۔ ثم آمین۔

یہ رسالہ دو باب اور ایک خاتمہ پر مرتب ہوا ہے۔ باب اول میں حضرت آدم علیہ السلام سے جناب خاتم النبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک قربانی کا ثبوت اور باب دوم میں قدیم الایام سے آجتک ہنود صاحبان کے بزرگوں کا قربانیاں کرنا ثابت کیا جاویگا۔ اور نیز دلایل عقلی سے بھی جواز گوشت خوری کا ثابت کیا جاویگا۔

باب اوّل

سب لوگ جانتے ہیں کہ نوع انسان کا سلسلہ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے۔ گو اس سلسلہ کے مختلف فرقے ہو گئے ہیں۔ مگر ہر ایک فرقے کی مذہبی کتابوں میں قربانی کا حکم ضرور ہی پایا جاتا ہے۔ اور یہ قربانی کا حکم عام ہے خواہ گائے بیل کی ہو خواہ کسی اور جانور کی۔ اور یہہ قربانی کی رسم مختلف طور سے ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہے اور تمام دنیا میں یہ دینی رسم ابتک بھی جاری ہے خصوصاً ہندو پنجاب میں ہندو مسلمان اپنے تہواروں میں قربانیاں کرتے ہیں اور یہہ قربان شدہ جانور بعض فرقوں کے نزدیک آگ میں جلایا جاتا تھا اور بعض کھانے میں استعمال کرتے تھے۔ اور اب بھی کرتے ہیں اور یہہ قربانیاں صرف جانوروں ہی پر منحصر نہیں تھیں بلکہ بعض بت پرست قومیں انسانی قربانیاں٭ بھی کیا کرتی تھیں جسکی نظیریں بعض مذہبی کتابوں میں

٭ انسانی قربانیاں اور جگن ناتھ کی رتھ کے پہیوں کے نیچے دب کر مر جانا اور کاشی میں

کثرت سے پائی جاتی ہیں - اب ہم قربانی کا ثبوت جو انبیا علیہ السلام کی جماعت اور
ان کے متبعین ہیں قدیم سے چلا آتا ہی توریت سے شروع کرتے ہیں دیکھو کتاب پیدایش
باب ۴ آیت ۴ میں لکھا ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابل نے ۴۰۰۴ برس قبل
پیدایش حضرت مسیح کے قربانی کی رسم بحکم خدا شروع کی اور حضرت نوح علیہ السلام کا
۲۳۴۸ سال قبل پیدایش حضرت مسیح کے قربانی کرنا کتاب پیدایش باب ۸ آیت ۲۰ سے
ثابت ہی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت مسیح کی پیدایش سے ۱۸۷۲ سال پہلے
قربانی گذارنا کتاب پیدایش باب ۲۲ آیت اول سے ۶ تک میں مذکور ہے اور
حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک پہاڑ پر قربانی ادا کرنا پیدایش حضرت مسیح سے ۱۷۳۹
برس آگے کتاب پیدایش باب ۳۱ آیت ۵۴ سے ہویدا ہی اور تمام قوم بنی اسرائیل
کو حضرت موسیٰ کی معرفت خداوند تعالیٰ کا قربانی کا حکم دینا توریت میں بہت کثرت
سے پایا جاتا ہی بلکہ تمام بائبل مسئلہ قربانی سے بھری پڑی ہی - دیکھئے حضرت سلیمان
علیہ السلام کی قربانیاں گذارنا کتاب دوم تواریخ باب ۷ آیت ۴ و ۵ میں یوں مذکور
ہی - کہ تب بادشاہ یعنے حضرت سلیمان اور سارے لوگوں نے خداوند کے آگے ذبیحے ذبح
کئے اور سلیمان بادشاہ نے بائیس ہزار بیلوں اور ایک لاکھ بیس ہزار بھیڑوں کو

بقیہ حاشیہ - کروت (آرے) سے کٹ جانا اور جل پروہ یعنے گنگا میں
ڈوب کر مر جانا اور خاوند کے ساتھ عورت کا ستی ہونا - اور بعض وقت عورت کو زندہ
زمین میں دفن کرنا صرف اسکی گردن باہر رکھنا اور کسی ظالم برہمن کا نہایت بیدردی
اور قساوت قلبی سے اس کی گردن مروڑنا وغیرہ وغیرہ ان تمام بری موتوں اور

قربانی کے لئے گذرا ا-اور کتاب خروج باب ۲۹- آیت ۱۰ میں خداوند تعالی فرماتا ہے-
کہ ہارون اور اس کے بیٹے اپنے ہاتھ اس بیل پر رکھیں اور اس کو روبرو خداوند تعالی کی
جماعت کے خیمے کے دروازے پر ذبح کریں اور اُس بیل کے خون سے کچھہ لے اور اپنے

بقیہ حاشیہ- خودکشیوں کا بیان کتب ہنود اور دیگر بت پرستوں کی کتابوں
سے تھوڑا سا یہاں نقل کیا جاتا ہی- دیکھئے ویدمیں پورکھ و استری و کنیا یعنی آدمی
و عورت اور کنواری لڑکی کا ہوم یعنے قربانی لکھی ہے- دیکھو تیتر ئے برہمن ۳ کانڈ ۴ پر
پاٹھ ۹ کا ۱۹- انوواک میں لکھا ہی- آشا (یعنے دلی خواہش) کے واسطے جس استری کا رتو
دہرم (خون حیض) جاتا رہا ہو بھوگ (صحبت) کرنے کے یوگ (لایق) نہیں رہی تس کا
ودھ (یعنے قربانی) کرنا چاہیئے- اور پرتیکشا کیواسطے کنواری کنیا کا ودہ کرنا چاہیئے
پرمد کیواسطے بیٹی کے بیٹے یعنے نواسے کا ودہ کرنا چاہیئے- ارادہ کیواسطے جس استری
نے دوبارہ بواہ کرایا ہو تس کے پتی از تہات خصم کا ودہ کرنا چاہیئے- دیکھو اگیان
تمر بھاسکر مطبوعہ بمبئی ۱۸۸۸ء کا صفحہ ۲۷- اس ویدک تعلیم پر پنڈت ہم تمارام صاحب
فرماتے ہیں کہ یگ میں ایسے شاشتروں کا اوپدیشک اور ایسے یگوں یعنے قربانیاں کرانیوالا
اور کرانے والا اگر انگریزی راج میں ہو تو سرکار اسکو پھانسی دے- تواریخ برنیر صاحب
مطبوعہ ۱۸۸۶ء جلد دوم صفحہ ۱۶۲ میں لکھا ہی کہ یہہ لوگ یعنے ہنود ایسے نادان اور
خوش عقیدہ ہیں کہ اپنے تئیں جگن ناتھ کی رتھ کے پہیوں کے نیچے ڈال دیتے ہیں جو ان کو
پیے بالکل کچل دیتے ہیں اور دیکھنے والے اس امر میں ذرا بھی تعجب اور نفرت نہیں کرتے اور
ان کے خیالات میں کوئی کرم (عمل) ایسا بہادرانہ اس سے زیادہ راحت بخش نہیں ہی

انگلی سے قربانگاہ کے سینگوں پر لگا۔ پھر اللہ تعالی کتاب احبار باب ۲۲۔ آیت ۲۷ میں
ارشاد فرماتا ہی کہ جس وقت بچھڑہ یا برہ یا حلوان پیدا ہووے تو سات دن تک اپنی
ماں کے ساتھ رہے اور آٹھویں دن یا اس سے بڑھ کے خداوند کی آگ کی قربانی کیلئے
مقبول ہوگا پھر فرمان خداوندی در بارہ قربانی کتاب احبار باب اول آیت اول میں
یوں ہوا ہی اور خداوند نے موسیٰ کو بلایا اور جماعت کے خیمے میں سے اس سے ہمکلام

بقیہ حاشیہ۔ اور جان دینوالا یہ اعتقاد رکھتا ہی کہ جگن ناتھ جی اس کو بجائے
بچہ کے سمجھیں گے اور اگلے جنم میں بہت آرام اور عزت اور عیش کی زندگانی بخشیں گے۔
پھر برنیر صاحب اپنا چشم دید ماجرہ بیان کرتے ہیں دیکھو صفحہ ۶۸ کہ جب رتھ تھوڑی
دور اور آگے بڑھا تو ایک جاتری بولا کہ میں جگن ناتھ جی پر اپنی جان قربان کرتا ہوں
چنانچہ اس نے چلتی ہوئی رتھ کے پہیوں کے آگے اپنے تئیں ہاتھ پھیلا کر منہہ کے بل زمین
پر ڈالدیا اس وقت ازدحام خلایق نے اس کیلئے جگہ چھوڑ دی اور وہ رتھ کے پہیوں سے
کچل کر مر گیا۔ پھر برنیر صاحب اپنی تواریخ جلد دوم کے صفحہ ۱۸۶ میں فرماتے ہیں کہ میں نے
لاہور میں ایک نہایت خوبصورت اور کم سن لڑکی بیوہ کو ستی ہوتے دیکھا جس کی عمر بارہ
برس سے زیادہ نہ ہوگی۔ یہ بدنصیب لڑکی جب چتا کے پاس آئی تو خوف کے مارے
اس پر مردنی چھا گئی اور میں بیان نہیں کر سکتا کہ کس طرح کانپتی اور بلک بلک کر روتی تھی
لیکن برہمنوں اور ایک بڑھیا نے جس نے اُسے گود میں لے رکھا تھا۔ زبردستی اُسے چتا پر
بٹھا دیا اور اس کے ہاتھ پاوں باندھ دیئے۔ تاکہ بھاگ نہ جائے اور اس طرح اس
بیچاری معصومہ کو جلا کر خاک کر دیا۔ پھر صاحب موصوف اپنی اسی تواریخ کے صفحہ ۱۸۸ میں

ہو کے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے خطاب کر اور ان کو کہہ اگر کوئی تم میں سے خداوند کے لئے
قربانی لایا چاہیئے تو تم اپنے قربانی مواشی سے یعنے گائے بیل اور بھیڑ بکری سے لاؤ۔

بقیہ حاشیہ۔ فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے بعض حصوں میں تو یہہ غضب ڈہاتے
ہیں کہ جلا کر ستی کر دینے کے عوض عورت کو اول رفتہ رفتہ گردن تک زمین میں گاڑ دیتے
ہیں اور پھر دو تین برہمن یکایک آنکراس کی منڈیا مروڑ ڈالتے ہیں اور جب دم نکل جاتا ہے
تو مٹی کی ٹوکریاں ڈالکر پاؤں سے دبا دیتے ہیں اور اس حرام موت یعنے ستی ہونے کا پھل
یعنی ثواب ان بے رحم اور خونی برہمنوں نے اپنی جھوٹی اور خیالی پشتکوں اور گندی پوتھیوں
میں یہہ لکھہ رکھا ہے کہ جو عورت اپنے مرے خاوند کے ساتھہ ستی ہو اول تو اپنے آپکو
دوزخ سے بچاتی ہے دوم اپنے خاوند کو۔ سوم اپنے والدین اور اپنے خاوند کے
والدین کی تین تین پشتوں کو بخشواتی ہے اور تین کروڑ پچاس لاکھہ برس ستی اس عمل
کے باعث سرگ میں جائیگی۔ دیکھو بداہ بوستہا مطبوعہ ۱۸۸۶ء کا صفحہ ۷۶ رسوم ہند
جو مطبع سرکاری بتاریخ ۲۴ ماہ جون ۱۸۷۳ء کو چھپکر ختم ہوئی ہے اس کے صفحہ ۷۶ میں
لکھا ہے کہ ویدوں میں بڑے بڑے راجاؤں کیواسطے گھوڑوں کی قربانی جایز رکھی ہے
اور کہیں کہیں انسان کی قربانی کا بھی ذکر ہے اور برنیر صاحب اپنی تواریخ جلد دوم کے
صفحہ ۱۰۷ میں فرماتے ہیں کہ ایک لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی ڈائینا پر قربان کی تھی۔
ڈاینا یونانیوں اور رومیوں کی دیوی کا نام تھا۔ یہہ واقعہ ۱۰۲۴ برس قبل پیدایش
حضرت مسیح علیہ السلام کے ہوا تھا پھر اسی کتاب کی جلد دوم کے ۱۶۵ کے حاشیہ میں
لکھا ہے کہ مولک کی مورت پر کنعان میں اگلے وقتوں میں انسان کی قربانیاں چڑھائی

اور ایسے ہی حکم ربانی دربارہ قربانی کتاب گنتی باب ۹ آیت ۲ میں موجود ہے اور تم خداوند کی خوشنودی کی بو کیلئے بچھڑا اور ایک مینڈہا اور سات سالہ بے عیب برے سوختنی قربانی گذرانیو

بقیہ حاشیہ۔ جاتی نہیں ملک کنعان میں بتوں پر قربانیاں چڑہانے کا ثبوت بائبل سے بھی ملتا ہے دیکھو زبور ۱۰۶-آیت ۳۷-انہوں نے تو اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو شیطان کے لئے قربانی کیا اور بے قصوروں کا یعنے بیٹوں اور بیٹیوں کا خون کیا کہ انہوں نے ان کو کنعان کے بتوں کے آگے ذبح کیا اور زمین لہو سے ناپاک ہوئی۔ یہ ان یہودھرودد کا ذکر ہے جنہوں نے ملک کنعان میں جاکر بت پرستی شروع کی تھی اور توریت کے حکموں کو اپنی بے ایمانی سے بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اور ہندوستان میں عام انسانی قربانیاں ہوتی نہیں دیکھو راماین کے بال کانڈ میں انسانی قربانیوں کا ذکر موجود ہے یہ تمام وحشیانہ حرکتیں اور حرام موتیں ویدک تعلیم کا بدنتیجہ ہے جسپر آج آریہ چالاکی سے پردہ ڈال رہے ہیں ہاں قرآن کریم نے ان وحشی حرکتوں اور خودکشیوں اور حرام موتوں کا بخوبی رد کیا ہے۔ دیکھو سورہ انعام۔ رکوع ۱۵ میں خداوند تعالی فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ ترجمہ اور اس طرح مشرکوں کی نظروں میں خوش نما دکھلایا ان کے بتوں کے پوجاریوں نے بھینٹ چڑہانا ان کے بچوں کا تاکہ ہلاکت میں ڈالیں۔ (مشرکوں کو) مشتبہ کردیں۔ ان پر انکا دین بیشک ٹوٹے میں پڑے ہیں جنہوں نے بھینٹ چڑہایا اپنے بچوں کو نادانی سے۔ ان خرافات رسموں اور ناحق کی

الغرض بائبل میں گائے بیل اور دیگر جانوروں کی قربانیاں اس کثرت سے بیان کی گئی ہیں اگر سب تحریر کیجادیں تو مضمون کے طول ہوتے کا خوف ہے اس لئے ہم تھوڑے سے نشانات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں خروج ۲۰/۲۴ و ۸/۲ و ۸/۱۴ و ۹/۲ و ۹/۳۳ و ۱۶/۳۳ گنتی ۷/۲۸ و ۷/۲۹ و ۱۸/۲۹ و ۲۹/۸ کتاب حزقیل ۴۳/۱۳ و ۴۳/۲۵ و ۴۵/۲۲ و ۴۵/۱۹ و ۴۵/۲۴ خروج ۲۴/۵ احبار ۲۲/۱۹ دوم تواریخ ۲۹/۲۲ خروج ۲۹/۱ احبار ۲۷/۲۶ اول تواریخ ۲۱/۲۳ ایضاً ۲۵/۲۱ کتاب ایوب ۴۲/۸ دوم سموئیل ۲۴/۲۲ وغیرہ وغیرہ۔ یہاں تک کتب معتبر یہود سے قربانی کا

بقیہ حاشیہ۔ ناگہانی حرام موتوں کو جو ہندوستان میں وید شاستروں کی ناقص اور مکروہ تعلیم نے ایک مدت سے جاری کر رکھا تھا جنکی مذمت تعلیم قرآنی سے اوپر بخوبی ہو چکی ہے۔ ہماری دانا عالی فہم گورنمنٹ نے بھی ان موذی اور بیہودہ خرافات رسموں کی طرف توجہ مبذول فرمائی اور ان تمام بدخیالوں یعنی حرام موتوں اور خودکشیوں کی انسداد کیواسطے لارڈ ولیم بٹینگ صاحب بہادر نے ۱۸۲۹ء میں رسومات مذکورہ بالا کی بندی کا حکم صادر فرمایا اور ایک ایکٹ نمبرہ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء میں ستی ہونے اور دیگر اس قسم کی حرام موتوں کو جرایم میں داخل کر کے بالکل ممانعت کر دی افسوس وصد افسوس اس ویدک و شاستروں کی اندہا دہند تاریکی پھیلانیوالی تعلیم نے ہندو قوم کا پیچھا ابتک نہیں چھوڑا۔ چنانچہ آجکل ضلع سہارنپور میں ایک کم سن بچے کو دیوی پر قربانی چڑہانے کے جرم میں دو مرد اور دو عورتوں کو پھانسی کا حکم ملا ہے دیکھو پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۰۔ اپریل سنہ ۱۸۹۷ء کا صفحہ ۱۰ سطر ۳۸۔ ہم حیران ہیں کہ یا الٰہی ان بے رحم نادان عقل کے دشمنوں کو معصوم بچے ذبح کرتے وقت خدا کا خوف کیوں نہیں آتا۔ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ کے سوال خداوندی سے کیوں نہیں ڈرتے۔ ۱۲

بیان کیا گیا اور اس کے بیان کرنے والی انبیا علیہ السلام کی پاک جماعت تھی اور اس
حکم کے عامل انبیا کی اولاد قوم بنی اسرائیل ہی جو ملک ہندوستان سے علیحدہ ایک
دور ملک کنعان میں آباد تھی یہہ قوم بحکم خداوندی گائے بیل اور دیگر جانوران کی
قربانیاں گذرانتی تھی نہ کسی اپنے ہمسایہ قوم کے دل دکہانے کے واسطے بلکہ محض عبادت
الٰہی کے بجالانے کے لئے اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے کے لئے یہ قربانی کا خون بہایا
جاتا تھا دیکھو کتاب احبار باب ۴ آیت ۲۳۔ جب وہ خطا جو اس نے کی اس کو معلوم
ہو تب ایک بکری کا بچہ بے عیب نر اپنی قربانی کے واسطے لاوے اور اپنا ہاتھ اس بچے
کے سر پر رکھے اور اسے اس جگہ جہاں سوختنی قربانی خداوند کے آگے ذبح کی جاتی ہے
ذبح کرے یہہ خطا کی قربانی ہے۔ دیکھئے یہ قوم بنی اسرائیل کی قربانیاں اور ان کی
علت غائی تھی۔ جو بیان ہو چکی اور علاوہ اس کے شکریہ کی قربانیاں بھی یہ قوم کیا
کرتی تھی مگر ان تمام قربانیوں میں صرف عبادت الٰہی کا بجالانا مقصود تھا نہ کسی قوم
کی رنج دہی نہ کسی کی دل شکنی کا خیال جب عہد عتیق کی قربانیوں کا حال معلوم ہو چکا
تب عہد جدید یعنے انجیل مروجہ سے بھی قربانی کا تھوڑا سا حال تحریر کیا جاتا ہے۔
انجیل متی باب ۵ آیت ۲۳ میں مؤلف انجیل نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول
یوں نقل کیا ہی کہ اگر تو قربان گاہ میں اپنی نذر یعنے قربانی لیجاوے وہاں تجھے یاد آوے
کہ تیرا بھائی تجھ سے خفا ہی تو وہاں اپنی نذر قربانگاہ کے سامنے چھوڑ کے چلا جا پہلے
اپنے بھائی سے میل کر تب آکے اپنی نذر یعنی قربانی گذران اور اسی انجیل کے باب ۸
آیت ۴ میں لکھا ہی کہ یسوع نے اسے کہا خبردار کسی سے مت کہہ بلکہ جا اپنے تئیں
کاہن کو دکہا اور جو نذر یعنے قربانی موسیٰ نے مقرر کی ہی گذران تا کہ ان پہ گواہی ہو۔ یہ

نذر کی قربانی جاندار کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے احبار باب ۱۴ اور دیگر مقامات توریت
میں مقرر فرمائی ہے دیکھئے بموجب فرمانے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قربانی کا حکم ایسا
صریح اور صاف انجیل میں موجود ہے جس سے کوئی عیسائی انکار نہیں کر سکتا۔ اور اسی
انجیل متی کے باب ۲۳ آیت اول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یوں منقول ہے کہ فقیہ
اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں اس لئے جو کچھ وے تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور
عمل میں لاؤ لیکن اُن کے سے کام نہ کرو کیونکہ وے کہتے ہیں پر کرتے نہیں حضرت مسیح
علیہ السلام کے اس فرمان سے کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ علیہ السلام کی گدی پر بیٹھ کر جو شریعت
کے احکام بیان کرتے ہیں تم بھی ان کے احکام دل و جان سے قبول کرو گو وہ خود
بدعمل ہوں مگر حکم توریت کے بیان کرتے ہیں اور یہہ امر ظاہر ہے کہ توریت کے حکموں
میں قربانی کا حکم داخل ہے اور بموجب حکم مندرجہ انجیل متی باب ۲۳ حضرت مسیح کے اتباع
علماء یہود کا عیسائیوں پر فرض عین ثابت ہوا پھر عیسائیوں کا قربانی سے انکار
کرنا کیا معنے اور احکام توریت کے اتباع کی فرضیت کے بعد حضرت مسیح فرماتے ہیں
کہ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا ہوں منسوخ
کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان
اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا۔ متی باب ۵
آیت ۱۷، ۱۔ ظاہر ہے جب خود حضرت مسیح توریت کے احکام منسوخ ہونے کے قایل
ہی نہیں اور نہ ایک حکم توریت کا ٹل سکتا ہے جب تک کہ آسمان و زمین قایم ہیں پھر
کسی حواری یا حواریوں کے مقلد کو کب پہنچتا ہے کہ توریت کے حکم قربانی کو جو قدیم الایام

سے چلا آتا ہی موقوف کرے اور توریت کے حکموں کو منسوخ کرکے اور ملیامیس کر کے خاک میں ملادے اور یہہ جو عیسائی صاحبان فرمایا کرتے ہیں کہ توریت کے احکام دو قسم کے تھے۔ ایک اخلاقی دوم رسمی حضرت مسیح کے آنے سے توریت کے رسمی احکام منسوخ ہو گئے تھے اور احکام اخلاقی قایم اور برقرار ہیں اور نیز قربانیاں مندرجہ توریت بھی رسمی عبادت میں داخل تھیں جو مسیح کے مصلوب ہونے سے بیکار ہو گئیں۔

جواب - توریت کے احکام کا دو قسم پر منقسم ہونا یعنے اخلاقی و رسمی اور رسمی حکموں کا منسوخ ہونا اور اخلاقی کا برقرار رہنا یہہ اتنا بڑا کام حضرت عیسیٰ کے حکم سے ہوا ہی یا عیسائیوں کی دلی من گھڑت سے۔

شق اول - اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم سے ہوا ہی تو اناجیل موجودہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی قول عیسائی پیش کریں ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کا کوئی قول اناجیل سے عیسائی پیش نہ کرسکیں گے۔

شق ثانی - اگر عیسائیوں یا پولوس وغیرہ کی من گھڑت ہی تو ہمارے لئے کوئی حجت نہیں دوم حضرت مسیح کے مصلوب ہونے سے قربانیاں مندرجہ توریت موقوف ہو گئیں اس کا جواب صرف اتنا ہی کافی ہی کہ عیسائیوں کے نزدیک قربانیاں مندرجہ توریت جو خاص گناہوں کا کفارہ تصور کر کے کی جاتی تھیں۔ اُن قربانیوں سے قربانی کرنے والوں گنہگاروں کے گناہ معاف ہو جاتے تھے؟ یا نہیں۔

شق اول - اگر عیسائی صاحبان فرمائیں کہ جانوروں کی قربانیوں سے گناہ کی معافی نہیں ہو سکتی تو لازم آتا ہی کہ توریت میں جو گناہوں کی معافی

واسطے خدا تعالیٰ نے قربانیوں کا حکم قوم بنی اسرائیل کو بار بار دیا تھا بالکل وہو کہ اور محض لغو کہنا پڑیگا اور یہہ امر ظاہر ہے کہ جس کتاب میں لغو اور فضول حکم بیان ہوں وہ کتاب خود ہی لغو ہے۔ توریت کے لغو اور فضول خیال کرنے والوں کو ہم کیا خطاب دیں۔

شق ثانی - اگر عیسائی ازراہ ایمانداری فرمائیں کہ بیشک قربانیاں مندرجہ توریت جو گناہوں کی معافی کے واسطے بموجب حکم خداوندی ہوا کرتی تھیں اُن سے ضرور گناہ معاف ہو جاتے تھے - تو پھر خود ہی انصاف سے عیسائی صاحبان غور فرمائیں کہ جو کام جانوروں کے خون بہانے سے ازروئے توریت ہو سکے اور وہ تجویز بھی خداوندی ہو پھر گناہوں کی معافی کے واسطے ایک خدا کے برگزیدہ نبی کا خون بہانا اور اس کے خون کے بدلے گناہ کی معافی تصور کرنا عجیب عقل کا کام ہے افسوس جو کام قوم بنی اسرائیل نے بموجب حکم رب العالمین اپنے گناہوں کی معافی کا جانوروں کے خون بہانے سے لیا وہی کام یعنی گناہوں کی معافی کا یہہ نادان عیسائی مسیح کے خون بہانے پر تصور کرتے ہیں جس کا بد نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ بنی اسرائیل کے جانوروں اور عیسائیوں کے فرضی خدا کا خون گناہوں کی معافی کیلئے یکساں اور مساوی ٹھیرتا ہے اس بنا پر یہودی عیسائیوں کے فرضی خدا کو ایک بھیڑ کے بچے کے برابر خیال کریں تو بعید از قیاس نہیں کیونکہ جو کام بھیڑ کے بچے نے گناہ کی معافی کے لئے دیا ہے وہی کام تمہارے فرضی خدا نے۔ افسوس نادان دوست کی دوستی بھی اچھی نہیں ہوتی اس انوکھے کفارے کی زیادہ تردید دیکھنی منظور ہو تو ناظرین ہمارے رسالہ التقدیس الانبیا کا خاتمہ ملاحظہ فرمائیں وہاں پر ہم نے اس کفارے کا خوب رد کیا ہے۔ الغرض قربانی کا حکم انا جیل

مروجہ حال ہیں زبانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بخوبی ثابت ہوچکا ہے اگر عیسائی قربانی سے روگردانی کریں تو انجیل کے منکر اور توریت کے انکاری۔ یہی کرسٹان ٹھیریں گے۔ اور خداوندتعالیٰ شانہ کو خود جواب دیں گے۔ ہاں بعض عیسائی اب بھی دنیا میں موجود ہیں جو قربانیاں کرتے ہیں اس فرقہ کا نام ارمنی عیسائی ہے۔ جن کے کچھ گھر خاص کابل میں پائے جاتے ہیں۔

اسلام اور قربانی

اسلام میں بموجب حکم خداوندتعالیٰ جانوروں کا قربانی کرنا واجب اور انکا گوشت کھانا درست اور کار ثواب ہے۔ چنانچہ اہل اسلام کی پاک کتاب یعنے قرآن شریف اور حدیث شریف آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے امر مذکورہ بالا کا وجوب اظہر من الشمس ہے۔ مگر تاہم پھر بھی چند حوالوں کا لکھدینا ہی کافی ہے تاکہ مخالفین کو بھی معلوم ہو جائے۔ سورۂ مایدہ رکوع اول میں حلال ہوئے تم لائے مسلمانوں) چارپائے یعنے گائے بیل ہرن بھیڑ بکری وغیرہ مویشی اور اس کے سوائے جو تم کو سنا دیں گے۔ جانوروں کے حلال کرنے کا طریق سورۂ انعام رکوع ۱۴ میں ہے کہ کھاؤ گوشت اس جانور کا جس پر نام لیا جاوے اللہ کا وقت ذبح کرنے کے اور نہ کھاؤ وہ گوشت جس پر نام نہ لیا جاوے اللہ کا اور وہ گناہ ہے۔ جب جانداروں کا گوشت کھانا اور ان کے ذبح کا حال معلوم ہوچکا تو اب قربانی کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ دیکھو سورہ حج رکوع ۵ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہر فرقہ کو ٹھہرادی ہے ہم نے قربانی۔ کہ یاد کریں نام اللہ کا جانور کے

ذبح پر - اس قرآنی شہادت سے بخوبی معلوم ہوتا ہی کہ قرآن مجید کے نازل
ہونے سے پہلے بھی رسم قربانی کی جاری تھی چنانچہ ثبوت اس کا توریت و انجیل
سے اوپر ہو چکا ہی اب اسلامی قربانیوں کا حکم بیان کیا جاتا ہی دیکھو سورۂ مایدہ
رکوع ۱۳- ۱۰ اللہ نے کیا ہی کعبہ یہہ گھر بزرگی کا ٹھہرا لوگوں کے واسطے - اور مہینہ
بزرگی کا - اور قربانی لیجانی - اور یہ قربانی عام ہے حلال جانوروں کی خواہ گائے
بیل اور بھیڑ بکری ہو خواہ بھینس اور اونٹ دنبہ ان جانوروں میں سے جو میسر آوے
قربانی کرنا درست ہے چنانچہ اونٹ کی قربانی کا حکم سورۂ حج رکوع ۵ میں بیان
ہوا ہی اور کعبہ کے چڑہانے کے (یعنے قربانی) اونٹ ٹھیرائے ہیں - ہم نے واسطے
نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اسمیں بھلا ہی اور گائے کا ذبح کرنا سورۂ بقر رکوع ۸ سے ثابت
ہی اور اسلامی قربانیوں میں بڑی شرط یہ ہی کہ خالص نیت اور محض اللہ کی خوشنودی کیواسطے ہونی
چاہئے - دیکھو سورۂ حج رکوع ۵ میں اللہ تعالی فرماتا ہی - کہ اللہ کو نہیں پہنچتے قربانیوں کے گوشت
اور نہ لہو لیکن پہنچتا ہی تمہارے دل کا ادب یعنے قربانی کا گوشت تم خود کھاتے ہو اور لہو زمین
پر بہا دیتے ہو مجھے کیا دیا - پھر آپ ہی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں تمہارے دلونکا رجوع اور پاک قلبی اور
خلوص نیتی دیکھتا ہوں کہ قربانی کرنیمیں محض میری ہی خوشنودی مدنظر ہی یا قربانی کرنے میں نام
آوری اور شیخی مقصود ہی - پس تعلیم قرآنی سے صریح واضح ہو گیا کہ جو شخص قربانی دکھلاوے کیواسطے یا
بڑائی کیلیئے یا اپنے کسی ہمسایہ کے دل دکھانے کی غرض سے کریگا - اس کی قربانی
خداوند تعالی کی جناب میں مقبول نہیں او تقربانی خلوص قلبی اور خدا کی رضامندی
کے لئے کرنے پر حدیث شریف میں یوں آیا ہی کہ روایت ہی جابر سے کہا ذبح کری
چاہیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دن ذبح یعنے عید قربان کے - دو دنبے سینگدار

ابلق خصی پس جب کہ روبہ قبلہ کیا ان کو کہا تحقیق میں متوجہ کرتا ہوں منہہ اپنا واسطے اس
کے کہ پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو درحالیکہ اوپر دین ابراہیم کے ہوں درحالیکہ وہ توحید
کرنے والے ہیں اور نہیں مشرکوں سے تحقیق نماز میری اور تمام عبادتیں میری اور
زندگانی میری اور مرنا میرا خالص واسطے اللہ پروردگار عالموں کے ہے۔ نہیں کوئی
شریک واسطے اس کے اور ساتھ اسی کے حکم کیا گیا ہوں۔ میں اور میں مسلمانوں سے
ہوں یا الٰہی یہ قربانی تیرے ہی عطا سے ہے اور خالص تیری ہی رضا کے لئے ہے
قبول کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور امت اس کی سے ساتھ نام اللہ کے اور اللہ
بہت بڑا ہے پھر ذبح کیا۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو احمد نے اور ابوداؤد اور
ابن ماجہ اور دارمی نے مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ میں حدیث ہے جس کے راوی زید بن
ارقم ہیں کہ اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی کہ ای رسول خدا کے کیا ہے
یہ قربانی فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ طریق ہے تمہارے باپ ابراہیم کا انپہ
سلام ہوجیو عرض کیا صحابہ نے پس کیا ثواب ہے واسطے ہمارے اس میں۔
(یعنی قربانی میں) ای رسول خدا کے فرمایا ہر بال کی نیکی یعنے گنا ہے ہیں اور
بکری کی قربانی کرنے میں جتنے بال ہوتے ہیں صحابہ نے عرض کی ای رسول خدا
ویسے اور بھیڑ اور اونٹ کی پشم کے بارہ میں کیا امر ہے فرمایا ہر ہر بال یعنے پشم کے
رونگٹوں کے برابر نیکیاں ہیں۔ پھر اسی کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نقل کی عائشہ
صدیقہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ابن آدم نے کوئی عمل
دن نحر کے کہ محبوب تر ہو نزدیک اللہ کے جاری کرنے خون کے سے اور تحقیق وہ
جانور ذبح کیا ہوا آوے گا دن قیامت کے ساتھ سینگوں اور بالوں اور کھروں

اپنے کے تحقیق خون قربانی کا البتہ قبول ہوتا ہے جناب الٰہی میں پہلے اُسکے کہ گرے زمین پر یعنے نزدیک قصد کرنے ذبح کے پس خوش کرو ساتھ اُس کے نفسوں کو روایت کیا اس حدیث شریف کو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور جو شخص صاحب نصاب ہو کر قربانی نہ دے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کو قربانی کا مقدور ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے ساتھ عیدگاہ میں نماز کے لیے شامل نہ ہوے یعنے جب کہ مقدور ہوتے ہوئے ایسے بڑے اجر اور ثواب کے کام سے محرومی اختیار کی عید کی نماز میں کیوں شریک ہوتا ہے رواہ ابن ماجہ۔ پیغمبر علیہ السلام کا اپنے دست مبارک سے قربانی کرنا اور جانور کا بے عیب ہونا مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ میں حضرت انس سے روایت ہے کہ قربانی کی رسول خدا نے ساتھ دو دنبوں ابلق سینگدار کی یعنے دراز تھے سینگ یعنے ٹوٹے نہ تھے۔ ذبح کیا ان کو ساتھ ہاتھ اپنے کے اور بسم اللہ کہی اور تکبیر کہی کہا انس نے دیکھا میں نے حضرت کو رکھے ہوئے تھے قدم اپنا اوپر پہلو یا کلّا ان کے اور کہتے بسم اللہ اللہ اکبر نقل کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور مشکوٰۃ کے باب الھدیٰ میں جابر سے روایت ہے کہ ذبح کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عایشہ کی طرف سے ایک گائے دن نحر کے نقل کیا اس حدیث کو مسلم نے۔ اسی جابر سے روایت ہے کہ ذبح کی پیغمبر علیہ السلام نے اپنی بی بیوں کی طرف سے ایک گائے حجۃ الوداع میں نقل کی یہہ حدیث مسلم نے۔ روایت ہے براء بن عازب سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کہ کونسا جانور لائق قربانی کے نہیں۔ پس اشارہ کیا ساتھ انگلیوں ہاتھ اپنے کے پس فرمایا چار طرح کے جانور لائق قربانی کے نہیں۔ ایک تو لنگڑا جو ظاہر ہو

لنگڑاپن اس کااور دوسرا کانا کہ ظاہر ہو کانا پن اس کا تیسرا بیمار یعنے جو گھاس نہ کہا سکے چوتھا دبلا کہ نہ ہو گودا ہڈیوں میں اُس کے نقل کیا اس حدیث کو امام مالک نے اور ترمذی اور ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے - قربانی کرنے والوں کو چاہیئے - کہ خاص قربانی میں سے قصاب کو مزدوری نہ دیں چنانچہ حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ خبر گیری کروں میں اُن کے اُونٹوں کی - یہ کہ تصدق کروں میں ان کے گوشت اور پوست او جھولیں اور یہ کہ نہ دوں میں قصاب کو اُن میں سے یعنے مزدوری اُن کی اُن میں سے نہ دُوں - فرمایا حضرت نے ہم اس کو دیں گے یعنے مزدوری قصاب کو اپنے پاس سے نقل کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور روایت ہے جابر سے کہ تھے ہم نہ کھاتے گوشت قربانی اپنی کا زیادہ تین دن سے پھر رخصت دی ہم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے - پس فرمایا کھاؤ اور توشہ رکھو یعنے بعد تین دن کے بھی - پس کہا یا ہم نے اور توشہ کیا ہم نے نقل کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات شخص شریک ہو کر قربانی کر سکتے ہیں چنانچہ روایت ہی جابر سے کہ نحر کیا یعنے قربانی کی ہم نے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سال حدیبیہ میں اونٹ کی سات کی طرف سے اور گائے سات کی طرف سے نقل کیا اس حدیث کو مسلم نے - گائے وغیرہ میں اگر حصہ لیا جاوے تو قریبًا ایک روپیہ یا ایک روپیہ چار پانچ آنہ میں قربانی ہو سکتی اور اگر بکری وغیرہ کی قربانی کیجاوے تو دو تین روپیہ تک ہو سکتی ہے - افسوس ہی بعض مسلمانوں کی حالت پر جو سال کے بعد روپیہ یا سوا روپیہ خدا کے واسطے قربانی دینے میں خرچ کرنا دشوار معلوم ہوتا ہی اپنے خرچ خانگی خصوصًا بیاہ شادی

اور موت فوت وغیرہ پر تو ہزاروں اور سینکڑوں روپئے قرض دام لیکر کام چلائیں اور نام آوری پر مرے جائیں کیا ایمانداری اور اسلام اسی کا نام ہی؟

افسوس ان نام کے مسلمانوں پر قرآن شریف کا یہہ قصہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یاد نہیں کہ کس طرح اُس پاک نبی اللہ نے اپنے بڑھاپے کی کمائی۔ یعنے اپنے لخت جگر اسمٰعیل علیہ السلام کو خدا کی راہ میں قربان کردینا چاہا۔ اے مسلمانوں خدا تم سے فرزندوں کی قربانی نہیں چاہتا۔ یہہ حوصلہ ابراہیمی ہی تھا تم سے صرف برس روز کے بعد ایک بکری کا بچہ یا گائے کا ساتواں یا اونٹ کا ساتواں یا دسواں حصہ طلب کرتا ہی اور یہہ بھی حکم اُس پر ہے جو قربانی کا مقدور رکھتا ہو ورنہ غریب اور نادار آدمی صرف چاند دیکھکر دسویں تاریخ تک نہ حجامت کروائے اور نہ ناخن کٹوائے بعد فراغت نماز عید کے سر منڈائے اور ناخن کٹوائے اسکو بھی قربانی کا ثواب ملتا ہی اور نیز غریبوں کی طرف سے پیغمبر علیہ السلام قربانی کیا کرتے تھے

باب ۲ ہندو مذہب اور گوشت کھانا

انسانی طبیعت اور گوشت

طبیعت۔ خو۔ عادت سرشت سبھاؤ۔ گو یہ جدا جدا نام ہیں مگر مدعا اور مطلب سب کا ایک ہی ہی اب قابل غور یہہ امر ہے کہ انسان اپنی طبیعت اور سبھاؤ سے گوشت خور ہی یا نقل خور یعنی پھل پھلاری اور ساگ پات یا اناج کھانے والا ہی اس بات کی حقیقت اور صداقت معلوم کرنے کے لئے ہم چند گوشت خور درندو پرند کا بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی چند حیوانات گھاس خور کا ذکر بھی ہدیہ ناظرین کریں گے۔ ہر دو اقسام کے جانوروں کی خو

یا سمجھاؤ معلوم ہونیکے بعد انسان کی طبیعت کا حال خود بخود معلوم ہو جائیگا کہ از روے اپنی سرشت کے آدمی محض گوشت خور ہے یا بقل خور یا دونوں طرح کی غذا انسان کے مناسب حال ہی۔

اول دیکھئے۔ شیر۔ چیتا۔ بھیڑیا۔ باز۔ باشہ۔ وغیرہ جو از روے اپنی طبیعت اور خو کے محض گوشت خور ہیں ان گوشت خور درندوں کو کسی ایسے مکان میں بند کیا جاوے جہاں یہہ خود شکار نہ کر سکیں۔ بعد ایک دو یوم کے جب کمال بھوکے ہو جاویں تو ان کے سامنے عمدہ سے عمدہ حلوے اور نفیس سے نفیس مٹھائیاں رکھی جاویں کیا یہ گوشت خور درند و پرند اپنی طبیعت اور سرشت کے خلاف اپنی بھوک مٹانے اور جان بچانے کو اشیار مذکورہ بالا کھالیں گے نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں بھوکے مرجائیں گے۔ مگر حلوا وغیرہ مٹھائی بالکل نہیں کھا سکتے۔ برخلاف ان گوشت خور درند و پرند کے جو جانور محض گھاس خور ہیں مثل گائے بھینس اور بکری وغیرہ۔ ان کو بھی کسی مکان میں بند کیا جائے۔ دو تین یوم کے بعد جب بھوک کا غلبہ ہو تو ان کے آگے عمدہ سے عمدہ گوشت کے ٹکڑے نہایت چرب رکھے جاویں کیا یہ جانور اپنی خو اور سرشت کے خلاف گوشت کھالیں گے اور اپنی جان بچالیں گے نہیں ہرگز نہیں۔ ان دونوں طرحوں کے جانوروں کے علاوہ بعض جانور ایسے بھی ہیں جو گوشت بھی کھاتے ہیں اور اناج بھی اور پھل پھلاری بھی۔ مثلاً گیدڑ۔ اور مچھلی۔ اور کوا اور چڑیا وغیرہ ہمارا مشاہد عینی ہی کہ جب چڑیوں کے بچے نکلتے ہیں تو اکثر چڑیاں اپنے چھوٹے بچوں کو کرم یا چھوٹے چھوٹے پرند جانوروں کا گوشت کھلاتی ہیں اور گیدڑ۔ گوشت بھی کھاتا ہے اور پھل پھلاری بھی یہی حال کوا کا ہی۔

اور یہ بات تو ضرب المثل ہو کہ بڑی مچھلیاں چھوٹیوں کو کھا جاتی ہیں۔ اور یہہ بھی واضح ہو کہ کوئی ذی روح اور ذی حیات اپنی خو اور سرشت کے خلاف اگر کوئی چیز کھائیگا نہ اس کا معدہ ہضم کر سکے گا اور نہ وہ تندرست رہ سکے گا کیونکہ اس کے معدے کی طاقت اور سبھاؤ کے خلاف ہونے کی وجہ سے معدہ پورا کام نہیں دیسکتا اور بعض جانور جو گوشت اور پھل پھلاری دونوں قسم کی غذا کھاتے ہیں انکے معدے اور ناضمے محض گھاس خور اور گوشت خور جانوروں سے بالکل علیحدہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹری فن سے ظاہر ہو چکا ہو وہ بوقت بھوک خواہ گوشت کھائیں یا نباتات ان کا معدہ دونوں قسم کی اشیاء کو ہضم کرسکتا ہو۔ حضرت انسان دربارہ غذا تیسری قسم کے جانوروں سے مشابہ ہے یعنے نباتات بھی کہا سکتا ہو۔ اور گوشت بھی۔ مگر چونکہ حیوان مطلق سے اعلیٰ درجہ رکہتا ہو اس لئے مثل حیوانوں کے کچا گوشت اور کچا ساگ پات نہیں کہا سکتا۔ اگر بدون پکانے کے کہائیگا۔ تو ضرور بیمار ہو جائیگا اور اوپر ہم ثابت کر چکے ہیں کہ گھاس خور مثلاً گائے بھوکی سے بھوکی کیوں نہو مرتی مر جائے مگر اپنی سخت ضرورت یعنے دفعیہ بھوک کے لئے قدرے قلیل بھی کچا گوشت نہ کھائیگی اگر کوئی اس کو جبراً گوشت کھلا بھی دے چونکہ گوشت اس کی خو اور فطرت اور معدے کے خلاف ہی یقیناً اور ضرور بیمار ہو جائیگی۔ مگر آدمی اور خصوصاً آریوں کے بڑے بزرگ بام دیوجی مہاتمانے اور وشومتر نے بھوک مٹانے کے لئے کتے کا گوشت کسی چنڈال سے لیکر کھالیا تھا۔ دیکھو منو ادھیا ۱۰ اشلوک ۱۰۶ و ۱۰۸۔

اور بقول آریہ گوبند سنگہ نے تنگ آکر معہ اپنے ہمراہیوں کے گھوڑے اور بیل کا گوشت تناول فرمایا تھا۔ ثبوت اس بات کا دیکھو رسالہ نیوگ مصنفہ باوا مہندن سنگہ آریہ مطبوعہ

فیض عام پریس لاہور کے صفحہ ۴ سطر ۱۷ انتھی۔

جائے غور ہے کہ گوشت انسان کی سرشت اور خو اور معدے کے خلاف ہوتا تو یہ ہندوؤں کے بزرگ اور سکھوں کے گرو گوشت کھا کر زندہ کیونکر رہ سکتے تھے۔ ان صاحبان کا گوشت کھا کر بیماری سے محفوظ رہنا صریح اس امر کی دلیل ہے کہ انسان فطرتاً گوشت خور بھی ہے اور بقل خور بھی اس پر بھی اگر کوئی ضدی آریہ گوشت کھانا فطرتِ انسانی کے خلاف بیان کرے تو بطور تجربہ کوئی ایسا آدمی ہمارے سامنے پیش کرے کہ جس نے کبھی گوشت نہ کھایا ہو اور صرف گھاس پھوس سے زندگی بسر کرتا ہو اس کے لئے ہم چند بٹیر کا گوشت عمدہ مصالح دار اور خوب گھی ڈالکر پکاتے ہیں اور پھر اس گھاس خور کو کھلاتے ہیں اگر وہ اس گوشت کھانے سے مر جائے یا بیمار ہو جائے تو اس کے ذمہ دار ہم ہوتے ہیں۔ پس بیان مذکورہ بالا سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ آدمی فطرتاً گوشت خور بھی ہے اور نباتات بھی کھا سکتا ہے۔

اور یہ بھی واضح ہو کہ غذاؤں کا اثر بھی دل و دماغ اور دیگر قوے پر ہر ذی حیات کے ہوتا ہے۔ مثلاً گائے۔ بکری۔ بھیڑ۔ وغیرہ جو محض گھاس خور ہیں یہ جانور نہایت دل کے کمزور اور ڈرپوک اور پرلے درجہ کے بزدل ہوتے ہیں ان میں قوت شجاعت اور بہادری بالکل مفقود ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے جو درند و پرند محض گوشت خور ہیں وہ سخت مزاج اور تندخو اور نہایت غصہ آور ہوتے ہیں اور شجاعت اور بہادری کی وجہ سے شیر جنگلی جانوروں کا بادشاہ مشہور ہے۔ چونکہ حضرت انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور اخلاق فاضلہ و صفات کاملہ کا مجموعہ ہے اس لئے بعض موقع آدمی کو اپنے دشمنوں پر جوہر شجاعت اور بہادری اور تندخوئی کا رنگ ظاہر کرنا پڑتا ہے۔

اور نیز اوقات مخلوق الٰہی پر رحم اور حلم کا برتاؤ کرنا اور اپنے ابنائے جنس پر شفقت اور مروت سے پیش آنا بھی ہوتا ہے۔ اب دونوں جوہر یعنے رحم و حلم اور شجاعت اور بہادری کا بدوں کھانے دونوں قسم کی غذا کے یعنے گوشت اور نباتات کے کیونکر برقرار رہ سکتے ہیں اس لیئے دونوں جوہروں کے قایم رکھنے کے لئے قانون قدرت اور فطرت انسانی خود بخود چاہتی ہے کہ انسان گوشت بھی کھائے اور ترکاریاں وغیرہ بھی کیونکہ دونوں پھل انسان کے بدوں دونوں طرح کی غذا کے درست رہنا غیر ممکن تھے اس لیئے خدا نے انسان کو وہ معدہ اور قوت عطا فرمائی کہ یہ گوشت بھی کھائے اور نباتات بھی کھائے۔

دیکھو جیو رکھشا کے حامیوں جبتک آریہ ورت میں گوشت کھانے کا رواج رہا اور آریوں کے بزرگ گوشت کھاتے رہے خصوصاً چھتری قوم کے بہادر راجہ مہاراجہ مثل رام چندر جی مہاراج اس گوشت خوری کی برکت سے شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھلاتے رہے جو راون جیسے راکش بادشاہ کو خاک میں ملا دیا۔

آریہ ورت کیا بلکہ بقول آریوں کے تمام دنیا میں راج کر کے چکرورتی راجہ کہلائے آریہ ورت کی بدقسمتی سے قبل پیدایش حضرت مسیح ۵۵۰ سال بدھ جی سورج بنسی چھتری راجہ سدھودن کے گھر پیدا ہوئے انہوں نے قربانیاں مندرجہ وید اور انپشد اور جواز گوشت خوری منوسمرتی کو بالائے طاق رکھکر جیو ہنسا کا مسئلہ اپنے زمانہ کے لوگوں کے سامنے پیش کیا اور عدم گوشت خوری پر زور ڈال کر ہندوستان سے اکثر گوشت کا رواج قدیم اٹھانا چاہا اور رفتہ رفتہ گوشت کھانے کا رواج کم ہو گیا اور گوشت کے ترک کرنے نے آریہ ورت کی شجاعت اور بہادری کو سخت نقصان

پہونچایا جو قدرتی پہونچنا چاہیئے تھا ساور ساگ پات یعنے گھاس خوری نے اپنا رنگ جمایا بہادروں کو بزدل بنایا۔ دیکھیے پرتھی راجہ تین لاکھ فوج لیکر محمود غزنوی کے مقابلہ پر آیا اور محمود بادشاہ کے پاس صرف ۲۰۰۰۰ ہزار فوج تھی مگر چونکہ گوشت خور تھی ان بہادروں کے سامنے دال خور بزدلوں کی کیا حقیقت تھی جیسے ایک شیر کے آگے ہزاروں بھیڑ بکریاں کیا چیز ہوسکتی ہیں آخر پرتھی راجہ کو سوائے بھاگنے کے اور کیا چارہ تھا اور بھاگا بھی ایسا کہ دہلی جاکر دم لیا۔ دیکھو اس ترک گوشت خوری نے آریہ ورت کے راج پاٹ کو غارت کردیا عیاں راچہ بیاں ہمارے سامنے گورہ اور سکھ فوج اور فوجی مسلمان جو رات دن گوشت کھاتے ہیں شجاعت اور بہادری کے وہ جوہر دکھلاتے ہیں جو فوج انگلشیہ کی چاردانگ عالم میں شہرت اور نام آوری ہورہی ہے اب گھاس خور آریہ بجائے شجاعت اور بہادری کے عورتوں کی طرح اپنے مخالفوں کو گھروں میں کوسنے اور گالیاں دیکر اپنا ذاتی جوہر دکھلاتے ہیں اور بعض کو زبان درازی کی وجہ سے جیل کا سیر بھی کرنا پڑتا ہے یا جرمانے دینے پڑتے ہیں چنانچہ آگرہ اور دہلی اور دیگر شہروں کی نظیریں کافی ثبوت ہیں۔ علاوہ اس کے بڑے بڑے قوم کے لیڈر باغیانہ خیال پھیلانے والے گورنمنٹ انگلشیہ کے نمک حرام ٹیروں کی طرح گرفتار ہوکر بیرنگ پارسل کرکے جلاوطن کیے جاتے اور اکثروں سے جیل خانے بھرے جاتے ہیں

قدیم ہندومت اور گوشت خوری

اہل ہنود کی قدیم کتب اور سلسلہ تعامل سے گوشت خوری کا جواز اور قربانی کا ثبوت بخوبی پایا جاتا ہے۔ مثلاً تعامل کا ثبوت دیویوں کے استھانوں پر اب بھی

بکروں اور بھینسوں کو قربان کیا جاتا ہے اور بعض تہواروں میں ہندو راجہ بھینسے کی قربانیاں کرتے ہیں اور ریاست جموں کے پہاڑی علاقوں میں بروقت گھر میں دلہن آنے کے بکرا قربان کیا جاتا ہے۔ اور مسئلہ گوشت خوری سے کتب ہنود کے مطالعہ کرنے والے اصحاب بھولے ہوئے نہیں ہیں۔ مگر عوام اہل ہنود اپنی مذہبی کتابوں کی ناواقفی کی وجہ سے اور خاصکر لکھے پڑھے اور خصوصاً دیانندی آریہ دیدہ دانستہ آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھکر گوشت خوری اور قربانی سے انکار کرتے ہیں اور صرف انکار ہی نہیں عوام جہلا کو آمادۂ فساد کر کے عید قربان پر غریب مسلمانوں سے دنگا کرواتے ہیں جس کی نظریں تمام ہند و پنجاب میں بکثرت ثابت ہو چکی ہیں جو ہماری عادل اور مہربان گورنمنٹ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اس مسئلہ گوشت خوری کے لکھنے سے ہمارا مدعا کسی گھاس خور پارٹی کا دل دکھانا نہیں ہے بلکہ اپنی محسن گورنمنٹ کو یہ دکھلانا مقصود ہے کہ جو لوگ ہماری رسوم مذہبی یعنے قربانی کرنے پر ناحق فتنہ اور فساد کرتے یا کرواتے ہیں ان کی مذہبی کتابوں میں گوشت کھانا جائز اور قربانیاں کرنا کارِ ثواب اور موجب نجات لکھا ہے۔ حوالہ جات مندرجہ ذیل سے مسئلہ گوشت خوری کا ثبوت دیا جاتا ہے اول منوسمرتی اور گوشت۔ دویم وید اور گوشت۔ سوم دیانند اور گوشت۔ چہارم آریہ اور گوشت۔ پنجم عام کتب اہل ہنود اور گوشت۔ ششم ہندی طب کی کتابیں اور گوشت۔ ہفتم درخت اور گوشت ہشتم جیو رکھشیا کے حامیوں کے رحم رحم کے راگ گانے اور ان کا ذاتی معاملہ برعکس۔ اور اس برعکس معاملہ پر بیس دلایل۔ نہم گوشت کھانا ہندوؤں میں کب سے کم ہوا۔ دہم غریب بھینسے کی فریاد۔ ان مجمل دس بیانوں کا مفصل ذکر کھولکر کیا جاتا ہے۔ اوّل منوسمرتی اور اس کا معتبر اور مستند شک ہونا۔ اور پھر اس میں

جواز گوشت خوری کا ثبوت

کتب قدیم اہل ہنود سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلا آدمی جو پیدا ہوا تھا وہ سری برہماجی تھا۔ دیکھو منوسمرتی ادھیا اول شلوک ۹ و ۱۰ برہماجی کا شروع دنیا میں پیدا ہونا۔ منڈک اُپنشد منڈک اوّل منتر اول میں لکھا ہے ابتدا آفرینش میں آفریدگار عالم نے برہما کو پیدا کیا۔ اور مطابق اس کے بھگوت گیتا - ادھیا ۱۱ شلوک ۳۷ میں لکھا ہے آپ قادر مطلق ہیں۔ تمام کائنات میں آپ ہی کا ظہور ہے۔ جن برہما سے سلسلہ آفرینش ہوا وہ بھی آپ کی قدرت سے پیدا ہوئے اور وید بھی پرمیشور کی طرف سے برہماجی کو ہی ملے تھے۔ دیکھو منڈک اپنشد منڈک اول منتر اول اور مطابق اس کے شونیاشوتر ادھیا ۶ منتر ۱۸ میں لکھا ہے۔ مفصل بحث اسکی تحفہ آریہ سماج کی پول حصہ دوم صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳ میں کیگئی ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں منوجی مہاراج اُسی برہماجی کے بیٹے ہیں۔ دیکھو منوسمرتی ادھیا اول شلوک ۱۶ اس لیئے پنڈت دیانند نے اپنی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۳۱۲ سطر ۱۸ میں تسلیم کیا ہے کہ منوسمرتی شروع دنیا میں بنائی گئی ہے اور منوسمرتی کے مضمون کو منو نے اپنے باپ برہما سے تعلیماً سیکھا تھا۔ دیکھو منو ادھیا اول شلوک ۵۸۔ منو ادھیا ۲ شلوک ۷ میں لکھا ہے کہ اس منوسمرتی میں جو کہا گیا ہے وہی ویدوں میں لکھا ہے۔ منشی لیکھرام اپنی تکذیب مطبوعہ ۱۸۸۶ء کے صفحہ ۲۰ سطر ۱۴ میں لکھتے ہیں منوسمرتی میں چونکہ بہت حصہ سماج نیت ہے اس واسطے اکثر منوجی کو تین ویدوں سے کام پڑا۔ بقول منشی لیکھرام منوجی نے اپنی منوسمرتی میں تین ویدوں کا انتخاب کیا ہے۔

اس منوسمرتی کو سناتنی یعنے قدیم اہل ہنود تو اپنی جان سے بھی عزیز جانتے ہیں اور اس کی ہر ایک بات کو تسلیم کرتے ہیں اور جزو ایمان مانتے ہیں اس لئے اتمام حجت کیواسطے مسئلہ گوشت خوری کا جواز ہم پہلے منوسمرتی سے ہی شروع کرتے ہیں۔

منوسمرتی ادہیاہ ۵ شلوک ۲۸ میں لکھا ہے ساکن اور متحرک جس قدر اشیا ہیں سب جان کی غذا ہیں۔ اس باتکو سری برہما جی نے کلپنا کیا ہے۔

اور کھانے والی چیزیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک حلال دوم حرام منوسمرتی ادہیاہ ۵ شلوک ۷ میں مذکور ہے منتر سے جو جانور شدہ یعنے ذبح نہیں گیا گیا . . . . . بھوجن نہ کرنا۔

منو ادہیاہ ۵ شلوک ۱۱ کچے مانس کے بھوجن کرنے والے جو پچھی گدہ وغیرہ گانوں میں رہنے والے پچھی کبوتر وغیرہ جو ایک کُھر والے شاشتر میں بھوجن کے لایق کہے اُن کو چھوڑ کر جو ایک کھر والے ہیں اور ٹٹھیری ان سب کو بھوجن کرنا نہ چاہیئے۔ شلوک ۱۲ اگو را جل میں پیرنے والے ہنس چکوا۔ گانوں کا رہنے والا مرغا۔ سارس۔ رجو وال۔ پچھی یعنے بگلا۔ جل کاک کُکّا یعنے طوطی۔ مینا ان کو بھوجن نہ کرے۔ شلوک ۱۴۔ بگلا اور بلاکا یعنے دوسری قسم کا بگلا اور بہت کالا کاگ کھر ریچ مچھلی کھانیوالے پچھی اور گانوں کا سور ان سب کو بھوجن کرنا نہ چاہیئے۔ ادہیاہ ۵ شلوک ۱۷۔ پانچ ناخن والے بندر وغیرہ ان سکو بھوجن نہ کرے۔

یہانتک حرام جانوروں کا بیان ہو چکا۔ اب حلال جانوروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ منو ادہیاہ ۵ شلوک ۲۰۔ راجیو۔ سنگہ۔ تنڈ۔ ہستلک۔ بنا۔ رو ہو۔ ان سب کو دیوتا و پتروں کو بھوگ لگا کے کھانا چاہیئے۔ ادہیا ایضاً شلوک ۱۸ اسیالی

گوہ۔ گینڈا۔ کچھوا۔ گھرا۔ بھوجن کرنے کے لایق ہیں اور اونٹ کو چھوڑ کر ایک طرف دانت رکھنے والے کھانے کے لایق ہیں۔

منو ادھیاہ ۵۔ شلوک ۳۲۔ مول لئے ہوئے یا دوسرے کے لائے ہوئے گوشت کو دیوتا و پتروں کو نبید کر کے جو باقی رہے اس گوشت کو کھانے سے گناہ نہیں ہوتا۔ ادھیا ایضاً۔ شلوک ۳۶ منتر سے سنسکار یعنے شدہ یا ذبح نہیں ہوا اس کو براہمن کبھی بھوجن نہ کرے اور ہمیشہ شاستر کی بدھ سے چل کر منتر سے سنسکار کئے ہوئے گوشت کو کھاوے۔ ادھیاہ۔ شلوک ۳۵۔ شاستر کی بدھ سے جو گوشت شدہ ہے۔ اس کو جو آدمی نہیں کھاتا وہ پرلوگ میں اکیس ۲۱ جنم تک پشو جون کو پراپت ہوتا ہے۔ یعنے جو شخص از روئے منتر ذبح کئے ہوئے گوشت کھانے سے انکار کرتا ہے وہ انکار کی وجہ سے ۲۱ جنم تک حیوان جون میں داخل کیا جاویگا۔

جب گوشت کھانے کا جواز ثابت ہو چکا بلکہ نہ کھانا پاپ معلوم ہو گیا تو اب ہم مرے بزرگوں کی ارواح کو مختلف گوشتوں کا ثواب پہونچانا ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

منو ادھیاہ ۳۔ شلوک ۲۶۸۔ مچھلی۔ ہرن۔ بھیڑ۔ پچھی۔ ان سبھوں کے گوشت دینے سے کرم کرکے ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵ ماہ تک پتروں کی ترپت ہوتی ہے۔ شلوک ۲۶۹۔ بکرا چیتر مرگ۔ این ارتھفان مرگ۔ بسیکھ رو۔ رویہ بھی مرگ بسیکھ ہے یعنے اقسام ہرن ان سبھوں کا گوشت دینے سے کرم کرکے ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰ ماہ تک مرے ہوئے بزرگ خوش رہتے ہیں۔

منو ادھیاء ۳ - شلوک ۲۷۰ سور بھینسا ان دونوں میں سے کوئی ایک کا گوشت دینے سے ۱۰ ماہ تک - گرنا - کچھوا - ان دونوں میں کسی کا گوشت دینے سے ۱۱ ماہ تک ۱۲، گو کے دودھ یا اسی دودھ کی جاور سے ایک برس - ارتھات ندی آدمی میں جل کو پیتے ہوئے جس بکرے کے دونوں کان جل کو چھوویں اور سفید رنگ ہو اندری جس کی چھین ہو اس کے گوشت سے ۱۲ برس تک شلوک ۲۷۲ کال شاک مہا شلک ارتھات منتن سیکھ گینڈا لال بکرا ان سبھوں میں سے کسی کا گوشت دینے سے اور مدہ یعنے شہد تینی سے بے شمار برس تک - مرے پتر خوش رہتے ہیں -

منوسمرتی اور جانوروں کی قربانی

منو ادھیاء ۵ - شلوک ۳۸ میں لکھا ہے - سری برہما جی نے آپ سے آپ جگ یعنے قربانی کے واسطے پش یعنے حیوانوں کو پیدا کیا ہے اس لئے جگ نہیں جو بدھ یعنی قتل ہے وہ بدھ نہیں کہلاتا - یہاں برہما بمعنے پرمیشور کے ہیں کیونکہ پیدا کرنا کسی چیز کا پرمیشور ہی کا کام ہے چنانچہ برہما بمعنے پرمیشور پنڈت دیانند صاحب نے اپنی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سمت ۱۹۵۴ بکرمی کے صفحہ ۱ سطر ۱۲ میں کئے ہیں اور مطلب صاف شلوک مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ خدا نے قربانی کے لئے جانور پیدا کئے ہیں اور جس کام کے واسطے خدا نے جانور پیدا کئے ہیں اس کام کا کرنا عین خوشنودی خداوندی کا باعث ہے گویا جانوروں کی قربانیاں کرنا خدا کی عبادت بجالانا ہے

قربانی کس ملک میں جائز ہے

منوسمرتی ادھیاۓ ۲ شلوک ۲۳ میں لکھا ہے کالا مرگ اپنے سبھاؤ سے جس دیس میں رہے سو دیس جگ یعنے قربانی کرنے کے جوگ ہے۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان میں کالا مرگ اپنے سبھاؤ سے رہتا ہے اس وجہ سے ہندوستان میں بقول منوجی قربانی کرنا ضروری امر ہے۔

جھوٹھ کا کفارہ قربانی ہے

منوادھیاۓ ۸ شلوک ۱۰۵ میں لکھا ہے جھوٹھ بول کر گھر میں آن کر سرستی دیوی کا جگ یعنے قربانی کرے تب جھوٹھ بولنے کے پاپ سے چھوٹے۔ دیکھئے قدیم زمانہ میں دیوی کے نام پر جانور قربان کئے جاتے تھے چنانچہ زمانہ حال میں بھی دیویوں کے استھانوں پر بکرے اور بھینسے قربان ہوتے ہیں جس کا انکار کوئی آریہ نہیں کر سکتا۔

قربان شدہ جانور اعلےٰ درجہ پاتا ہے

منوسمرتی ادھیاۓ ۵ شلوک ۴۰ میں مسطور ہے۔ ان۔ پشو۔ پچھی۔ کچھوا۔ وغیرہ یہ جگ کیواسطے مارے جانے سے اُتم جات کو پاتے ہیں۔ لو ہمارے دوست آریو قربانی کے طفیل سے جانور بھی اعلیٰ درجہ کے حقدار ہو جاتے ہیں اب گائے کی قربانی کرنا ضروری امر ہوگیا۔ کیونکہ چوپائے جانوروں میں گائے ایک اعلیٰ درجہ کا

جالنور انا جاتا ہے اس اعلیٰ جانور کی قربانی کرنا اس کو نورعلیٰ نور ٹھیراتا ہے۔

قربانی کرنیوالا برہم روپ یعنے واصلان حق ہوجاتا ہے

منوسمرتی ادھیاہ ۵ شلوک ۹۳۔ راجہ برہم چاری چاندرائن وغیرہ برت کا کرنیوالا جگ کرنے والا ان تینوں کو سوتک نہیں لگتا کیونکہ راجہ تو اندر کے استھان پر بیٹھا ہے اور برہم چاری برتی جگ (یعنے خلوص قلبی سے قربانی) کرنے والا یہ سب ہر وقت برہم سروپ ہیں یعنے واصلان حق ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی واضح ہو کہ قربانی کن جانوروں کی کی جاتی ہے۔ گھوڑے گائے۔ بکرے۔ بھینسے۔ لباادقات آدمی بھی قربان کیئے جاتے تھے۔ اس کا ثبوت انشاءاللہ تعالےٰ موقعہ بموقعہ ہم اپنے اس رسالہ قدامت قربانی میں بیاں کریں گے۔

تعلیم وید کے شکریہ میں گائے کی قربانی۔ دیکھو منوسمرتی مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۲ء ادھیاہ ۳ شلوک ۲ میں لکھا ہے دہرم کا انوشٹان کرنے سے جو برہمچاری پرسدہ ہوا اور باپ سے بید پڑھا ہو ارتھات باپ سے پڑھنا مکھ ہے اور اچارج سے پڑھنا گن ہے باپ پڑھانے کے جوگ نہ ہو تو اچارج آدسے پڑھنا۔ مالا پہرے ہو سجیا پر بیٹھا ہو تو اس کو گو مارکے (یعنی گائے ذبح کرکے) اوس کے رگت یعنے خون سے مدہ پرک بناکے پوجا کرے انتھی۔

دیکھئے بعد فراغت تعلیم وید کے شکریہ کے طور پر گائے کا ذبح کرنا منوجی نے صاف لکھا ہے اور سچ بھی ہے کیونکہ بڑے کام کا شکریہ بھی اس کے لایق ہی چاہئے تھا جب سے یہ شکریہ وید پاٹھیوں نے چھوڑ دیا ہے۔ تب سے ہی ویدوں کی

حقیقت سے بے بہرہ ہو گئے ہیں۔

وید اور گوشت خوری

سام وید مطبوعہ ۱۸۹۶ء کے صفحہ ۱ سطر ۷ فصل دوم پر پاٹھک ۳ میں لکھا ہے بیوقوفوں کو اور کچا گوشت کہانے والے کو تو جلا ڈال ۔ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ تصنیف وید میں بعض لوگ کچا گوشت کہاتے تھے۔ اور کچا گوشت اور کچا اناج وغیرہ کہانا صحت انسانی کو مضر ہے۔ اس لئے کچا گوشت کہانیوالوں کو تنبیہہ کا حکم کیا گیا یہہ نہیں کہ ویدوں میں کہیں گوشت کہانا منع ہے یعنی حرام لکھا ہے اور وہ کچا گوشت کہانے والے بھی آریہ ہی تھے کیونکہ شروع دنیا میں جو ویدوں کا زمانہ بیان کیا جاتا ہے اس وقت سوائے وید مذہب کے دوسرا مذہب نہیں تھا۔ دیگر مذاہب بقول آریوں کے تھوڑے دنوں سے شروع ہوئے ہیں سام وید باب سوئم فصل ۲ پر پاٹھک اول منتر ۴ صفحہ ۲۷ سطر ۲ میں لکھا ہے کہ اے اندر بھورے گھوڑوں کے ساتھ جو مور کے پروں کی سی دموں سے خوش ہوتے ہیں یہاں آ کوئی تیری رفتار اسطرح نہ روکے۔ جس طرح کہ چڑی مار چڑیا کو روک لیتے ہیں انتھی۔

اندر سے مراد اگر یہاں پرمیشور ہے تو کیا پرمیشور کو چڑی مار روک سکتے ہیں عجیب پرمیشور ہے کہ جس کو چڑی مار روک دیں۔ اگر اندر سے مراد راجہ اندر ہے تو اسکو سوم رس پلانے کے لئے مدعو کرنا اور اس سے مرادیں مانگنا جیسا کہ باب سوم فصل اول پر پاٹھک ۵ منتر ۷ و ۸ سے ثابت ہوتا ہے صریح شرک ہے اور یہی درست ہے کیونکہ ویدوں میں اندر اور اگنی و سورج وغیرہ اشیاء کی پرستش کا اکثر ذکر پایا جاتا ہے۔ اور وید مشرکانہ تعلیم سے پر ہیں اور زمانہ

ویدوں میں چڑیمار یعنی میر شکاریوں کا ثبوت مسئلۂ گوشت خوری پر کامل دلیل
ہے یہ میر شکار جنکا پیشہ جانور پکڑنے کا ہے جن کو مصنف وید نے چڑیمار لکھا ہے آریہ کے
سوا کوئی دیگر مذاہب کا آدمی نہیں ہو سکتا کیونکہ زمانہ ویدوں میں آریہ مت کے سوا دنیا میں اور
کوئی مذہب نہیں تھا پس شروع دنیا میں از روئے وید قدیم آریہ گوشت بھی کھایا کرتے تھے
اور چڑیماری کا کام بھی کرتے تھے اور قدیم زمانہ میں آریوں کا ہرن کا شکار کرنا منوسمرتی
ادھیاء ۸ شلوک ۴۴ میں یوں بیان کیا گیا ہے جس طرح شکاری خون کے گرنے سے ہرن کے
مقام کو پاتا ہے (یعنی ایک تیر سے زخمی کیا اور بھاگا ہوا ہرن جس راہ جاتا ہے اُس راہ میں
اس کے بدن سے ٹپکے ہوئے خون کو دیکھکر یہ بات جانی گئی کہ ہرن ادھر گیا ہے ۔ انتہی
منوسمرتی بھی بقول پنڈت دیانند جی شروع دنیا میں بنائی گئی تھی ۔ دیکھو ستیارتھ
پرکاش مطبوعہ سنہ ۱۹۰۴ء کا صفحہ ۳۱۲ سطر ۱۸ شروع دنیا میں ویدوں کے پیروکاروں کے
سوا دوسری کوئی قوم بالکل نہیں تھی ہرن کا شکار کرنا شروع دنیا میں ثابت ہو گیا
اور شروع دنیا میں سوا پیروکار ویدوں کے یعنے آریوں کے دیگر کسی مت کا ہونا
آریہ خود ہی تسلیم نہیں کرتے پس شروع دنیا میں ہرن کا شکار کرنے والے آریوں کے
بڑے بزرگ ہی ثابت ہوتے ہیں آریوں کے بزرگوں کو شکار کا شوق یہاں تک
تھا کہ رام چندر جی نے شکار کے مزے میں سیتا جی کو ہاتھ سے کھو دیا جیسا کہ
رامائن سے معلوم ہوتا ہے ۔ یجر وید ادھیاء ۱۹ منتر ۲۰ میں لکھا ہے کہ اے منشو جیسے سچا
آدمی گائے وغیرہ حیوانوں سے گائے وغیرہ حیوانوں کو بنانے (یعنی ذبح) کی ترکیب
کے ساتھ بھی ہو بنی عمدہ چیزوں کے ہون کرنے کے لائق عمدہ چیزوں کو اور گھاس ترکاری وغیرہ
چھندوں کے علم سے آگ کی روشن کرنے والی عمدہ سمدھاؤں کو بذریعہ یگ دھرم

کریا کرنے کو پہنچتا ہے ویسی ہی ان کو تم بھی پہونچو۔ مطلب جُنیا ہیں بہت جانوروں والا ہوم کر کے یگ شیش (یعنی قربانی) کھانے والا ویدوان جب اچھی ترکیب کر سکتا ہے تب دنیا میں تعریف پاتا ہے انتہی۔

دیکھئے یجروید میں صریح جانوروں کا ہوم کرنا خصوصاً گائے وغیرہ کا ہوم کرنا لکھا ہے ساھم وید۔ باب اول فصل دوم پرپاٹھک ۵ منتر ۳ میں لکھا ہے اے اگنی ہم تجھکو روشن کریں گے۔ تاکہ ہم کو بہت دولت بخشے۔ پس اے جوان بچھڑے بڑے چڑھاوے (یعنی قربانی) کے واسطے آسمان اور زمین سے ہمارے پاس آنے کو کہہ۔

کیوں حضرات آگ روشن کر کے بچھڑے کا چڑھاوا یعنے نذر سوا قربانی کے اور کیا ہو سکتا ہے اور اگنی دیوتا سے دولت کا طلب کرنا ویدکی صریح مشرکانہ تعلیم نہیں تو اور کیا ہے۔ یجروید ادھیا ۲۴ منتر ۲۷ میں صاف لکھا ہے کہ براستی کے لئے گائے کی قربانی کی جاوے۔ اور رگوید اشٹک ۲ ادھیا ۳ سوکت ۶ میں اس گوشت کھانے کی صریح اجازت ہے بلکہ رگوید منڈل ۹ سوکت ۱۶ میں بڑی محبت سے لکھا ہے کہ گائے کا گوشت سب سے عمدہ خوراک ہے پھر رگوید اشٹک چار ادھیا ایک میں تذکرہ کے طور پر بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ تین سو بھینسوں کی قربانی ہوئی۔ بھینسے تو اب بھی دیوئیوں کے استھانوں پر قربان ہوتے ہیں۔ جس کا جیو رکھشا کے حامی بھی انکار نہیں کر سکتے۔

پروفیسر ولسن صاحب لکھتے ہیں کہ ایک بڑی محکم گواہی ویدکی اس بات پر ہے کہ وید کے زمانہ میں عام طور پر گائے کا گوشت کھایا جاتا تھا اور ہندوؤں کی دوکانوں میں فروخت ہوتا تھا*

لالہ آتمارام صاحب ماسٹر پنجابی ہائی سکول امرتسر اپنے رسالہ ماس پرچار مطبوعہ جالندھر کے صفحہ ۴ سطر ۲۰ میں فرماتے ہیں۔ مگر ہندو بوچڑ یا قصائی سوائے چند مور کھہ سکھوں کے جنھوں نے مسلمانوں کو ستانے کی غرض سے جھٹکا شروع کر دیا۔ کوئی نظر نہیں آتا۔ انتھی۔ لالہ جی صاحب فی زمانہ نظر نہیں آتا یا قدیم آریوں کے زمانہ میں لالہ جی صاحب آپکو ہم ہندو قصائیوں کا پتا دیتے ہیں دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۸۶ میں لکھا ہے کہ دس قصائی کی مانند تیلی ہے۔ منوسمرتی بقول پنڈت دیانندجی شروع دنیا میں بنائی گئی تھی۔ اور شروع دنیا میں سوائے پیرو کار ویدوں کے دوسرا کوئی مذہب تھا ہی نہیں۔ اس وقت جن قصابوں کا بیان منوجی کر رہے ہیں وہ سوائے آریوں کے اور کون ہو سکتے تھے۔ اور رگوید میں بھی بوچڑوں کا ذکر موجود ہے۔ دیکھو رگوید سنتھا اول اسٹک اول سکت ۱۶۲۔ کیوں ماسٹر صاحب آپکو اپنے گھر کے قصابوں کا پتہ چلا؟ یا اب بھی انکار ہے +

پنڈت دیانندجی اور گوشت خوری

ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۳۰۳ میں پنڈت صاحب فرماتے ہیں کہ یگیہ کے واسطے عقیمہ گائے اور بیل کا مارنا درست ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۳۰۲ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی بھی گوشت نہ کھاوے تو جانور پرند۔ مچھلی وغیرہ جس قدر ہیں اس سے ہزار درجہ بڑھ جاویں پھر انسانوں کو مارنے لگیں اور کھیتوں میں غلہ نہ ہونے پائے پھر تمام انسان مر جاویں کتاب ایضاً صفحہ ۳۹۹ میں مذکور ہے کہ حیوانوں کو مارنے میں تکلیف کم ہوتی ہے لیکن یگیہ سے فائدہ بہت ہے

پھر اسی کتاب ستیارتھ کے صفحہ ۱۴۷ میں لکھا ہے کہ گوشت سے صبح و شام ہوم کرنے کی اجازت ہے اور صفحہ ۱۴۹ میں بیان ہوا ہے کہ گوشت کے پنڈ دینے میں کچھ گناہ نہیں انتہی۔ علاوہ ستیارتھ پرکاش کے اپنی دوسری کتاب سنسکار ودھی مطبوعہ سمت ۱۹۳۳ بکرمی کے صفحہ ۱۱ میں پنڈت دیانند جی فرماتے ہیں کہ جو چاہے کہ میرا بیٹا پنڈت دشمنوں کو فتح کرنیوالا وید و ویدانگ کا پڑھنے اور پڑھانے اور تمام عمر بھوگنے والا ہو وہ گوشت کے ہمراہ بھات کو پکا کر کھاوے یعنے عمدہ سے عمدہ پلاؤ کھاوے پھر کتاب ایضاً کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے کہ غلہ وغیرہ کا خواہشمند گوسفند کے گوشت کا بھوجن کرے اور ودیا کا خواہشمند تیتر کا گوشت کھاوے۔ انتہی۔

دیانندیو اپنے گرو دیانند کے مجرب نسخہ مذکورہ بالا کا امتحان تو کر کے دیکھو اور خصوصاً ودیا حاصل کرنے کو تیتر کا گوشت گروکل کے طالب علموں کو ضرور کھلاؤ اور آزمائش کر کے دیکھ لو پھر گوشت سے انکار ہی کر دینا دیکھو دیانند پہلے مکتی ابدی کا قایل تھا پھر منکر ہو گیا اور کسی وقت پرمیشور کو تری کال درشی جاننے والوں کو بیوقوف کہتا تھا پھر آپ ہی کہنے لگا۔ کبھی پرمیشور کو گناہوں کا معاف کرنیوالا مانتا تھا۔ پھر اس پر بھی پانی پھیر دیا۔ گاہے گوشت خوری کا پنڈت دیانند حامی بنا پھر ترک کر دیا۔ اور آپ ہی پرکرتی کو خدا کی قدرت سے پیدا ہونا مان کر پھر اسکی قدامت کا راگ گایا۔ ان سب باتوں کا مفصل بیان ہم نے اپنے دوسرے رسالہ اختلافات آریہ مت میں کیا ہے جو عنقریب چھپ کر ہدیہ ناظرین ہوگا الغرض پنڈت دیانند جی صاحب کی دونوں کتابوں سے اور نیز پنڈت صاحب کی تصنیف کردہ رسالہ گوکرنا ندھی سے بھی جواز گوشت خوری کا صریح معلوم ہوتا ہے اور پہلے

زمانے میں پنڈت دیانند جی گوشت خوری کے حامی تھے کیونکہ جواز گوشت خوری پر عقلی دلایل بھی پنڈت صاحب نے ارقام فرمائے ہیں لیکن بعد میں کسی پالیسی کی وجہ سے آپ کی رائے بدل بھی گئی ہو۔ اس تبدیلی کی وجہ سے بعض گھاس خور آریوں نے پنڈت صاحب پر زور دیکر انکا رخ دوسری طرف پلٹ دیا۔ کیونکہ دیانند کی متلوّن مجازی ان کی جبلّی عادت تھی چنانچہ انکی چند رنگیں سنئے گا۔ ہے آپ ہمہ اوست کے قایل ہوئے اور پھر منکر ہو گئے گا ہے لنگوٹ بند سادھو بنے پھر دوشالوں میں گھس رہنے لگے۔ اور کبھی نیر تھوں کے حامی بنے اور پھر انکا بھی کھنڈن کیا اور کسی وقت آپ بھنگ کا استعمال بھی کیا کرتے تھے یہ کل حالات آپکی سوانح عمری سے معلوم ہو سکتے ہیں بعض آریہ از راہ چالاکی دیانند کی عیب پوشی کرنے کی خاطر کہا کرتے ہیں کہ پہلے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں لوگوں نے خرابی کر دی تھی اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔ اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ پنڈت دیانند صاحب نے دوبارہ صاف کردہ ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں خود ہی لکھا ہے کہ صرف نحو کے مطابق صحت کر کے کتاب کو دوبارہ چھپوایا گیا ہے کسی کسی موقعہ پر لفظ جملے اور انشاء میں فرق ہوا ہے جو مناسب تھا کیونکہ اس قسم کے فرق کے بغیر عبارت کی ترتیب میں درستی مشکل تھی۔ مگر مطلب میں کسی جگہ فرق نہیں پڑا البتہ اس کو بہت کچھ صاف کیا گیا ہے۔ نیز پہلی بار چھپنے میں کسی کسی موقع پر (کاتب کی غلطی) کو ٹھیک کر دیا ہے انتہی۔

دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سنہ ۱۹۰۴ء کا دیباچہ صفحہ اول۔ دیکھئے پنڈت دیانند جی نے خود تسلیم کر لیا ہے مطلب میں کسی جگہ فرق نہیں آیا صرف نحو کے مطابق صحت

کی گئی ہی یا کوئی کاتب کی غلطی ٹھیک کر دی ہی؟ ایسی صحت کرنے میں پہلی ستیارتھ پرکاش کا نامعتبر اور ردی ہونا کیونکر مانا جاوے اور بقول پنڈت دیانند جی مطالب میں کسی جگہ فرق جب آیا ہی نہیں پھر اس کو ناحق غیر معتبر ٹھیرانا تحکم نہیں تو اور کیا ہی اصل بات یہہ ہے کہ پنڈت دیانند جی کی رائے تبدیل ہو گئی - کتاب تبدیل نہیں ہوئی - الغرض پہلی چھاپ شدہ ستیارتھ پرکاش میں اور نیز سنسکار ودہی اور پنڈت صاحب کا تصنیف کردہ رسالہ گوکرنا ندھی میں جواز گوشت خوری بقول پنڈت دیانند صاحب ثابت ہی اور یہی انکا پہلا مذہب تھا مگر پھر کسی مصلحت کی وجہ سے آپ نیا رنگ بدل کر گوشت خوری کو پاپ کہنے لگے جو پنڈت صاحب کی متلون مزاجی یا چال بازی کہنی چاہیے -

آریہ اور گوشت خوری

ناظرین پر واضح ہو کہ دیانندی پنتھ جو اپنے آپکو آریہ بھی کہتے ہیں - بقول منشی لیکھرام سمت ۱۹۳۲ بکرمی سے ایجاد ہوا ہی - دیکھو کلیات مطبوعہ مفید عام سنہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۷۳۳ میں لکھا ہی سوامی دیانند جی کا زمانہ اور آریہ سماج کی بنیاد - اس آریہ پنتھ کے جاری ہوتے ہی ان کے دو حصہ ہو گئے ایک گھاس خور پارٹی - دوم گوشت خور - اس گوشت خور حصہ کو کلچرڈ پارٹی کہتے ہیں اور دوسرے گھاس خور گروہ کو مہاتما پارٹی کے نام سے پکارا جاتا ہی لاہور میں جو دیانند کالج ہی وہ کلچرڈ پارٹی کے قبضہ میں ہی یہ گوشت خور آریوں کا نتیجہ بھی ایک زبردست حصہ ہی گھاس خور پارٹی کی طرف سے منشی لیکھرام نے کسی وقت ایک رسالہ عدم جواز

گوشت خوری پر لکھا تھا جس کا جواب پنڈت رادھا کشن مہتہ صاحب نے ماتس اور
آریہ سماج کے نام سے لکھا ہی جس میں بڑے زور آور دلایل سے گوشت کھانا ثابت
کیا ہی جس کا جواب گھاس خور پارٹی نے نہیں دیا۔ اور جو رسالہ منشی لیکھرام نے عدم جواز
گوشت خوری پر لکھا ہی اس کے جواب میں پنڈت رادھا کشن صاحب نے اپنے رسالہ ماتس
اور آریہ سماج مطبوعہ ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۹ سے ۲۱ تک منشی لیکھرام کے پیش کردہ وید منتروں
پر بحث کی ہی اور رادھا کشن صاحب نے ثابت کر دیا ہی کہ ان وید منتروں سے گوشت
کھانے کی ممانعت بالکل نہیں پائی جاتی۔ اور پھر رادھا کشن صاحب نے اپنے رسالہ کے
صفحہ ۵۰ سے ۶۲ تک منشی لیکھرام کے پیش کردہ شاستروں پر خوب بحث کی ہے۔
اور اس بحث میں منشی لیکھرام کی جہالت اچھی طرح ثابت کر کے پھر جواز گوشت خوری
کا شاستروں سے وہ کیا ہی۔ کہ گوشت کے انبار لگا دیئے ہیں اور خصوصاً پنڈت
رادھا کشن نے اپنے رسالہ ماتس اور آریہ سماج کے صفحہ ۴ سطر ۴ و ۵۔ اور صفحہ ۱۵ سطر
۸ ۱۸ و ۹۔ اور صفحہ ۲۰ سطر ۱۰۔ اور صفحہ ۲۶۔ سطر ۱۹ میں چال باز بے علم۔ من
گھڑت ارتھ کرنے والا۔ وغیرہ وغیرہ منشی لیکھرام کو لکھا ہی اور صفحہ ۴۲ سطر ۸
میں رادھا کشن نے پنڈت دیانند جی کو بھی بد دیانت ثابت کیا ہی۔ دیکھو رادھا کشن
صاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۲ سطر ۸ میں لکھتے ہیں رگوید بھاشیہ میں جو ارتھ اس
منتر کا سوامی جی نے کیا ہے اس میں انہوں نے لفظ وئی ہنس بمعنے نفرت زاید
لگایا ہی جو کسی شبد کا ارتھ نہیں ہی اگر اس لفظ کو منتر کے معنوں میں سے نکال دیا جاوے
تو بجائے ماتس کھنڈن کے اس منتر سے ماتس منڈن سدہ ہو جاتا ہی۔ دیکھئے وید
منتروں کا ارتھ کرتے ہوئے دیانند کا اپنی جیب سے لفظ ڈال کر معنے کرنا اور حلال کو

حرام بنا دینا کتنی بڑی بددیانتی کا ثبوت ہے جو ایک ہندو بیہ کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے۔ جائے انصاف ہے کہ دیانند کے وید منتروں کے ارتھ کو خود دیانندی جب افتراء ثابت کر رہے ہیں پھر دیانند کے وید بھاش کا کیا اعتبار ہے اور پنڈت دیانند کی بددیانتی پر پنڈت جگناتھ داس جی صاحب نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام مخزانہ دیانند ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض آریوں کا گوشت خور حصہ بڑا زبردست ہے۔ جو قدیم شاستروں سے گوشت کھانا ثابت کر رہا ہے اور بڑے مزے سے دن رات گوشت کھاتے ہیں اور گھاس خور پارٹی ان کے سامنے دم نہیں مار سکتی۔ جس کا ثبوت رسالہ مانس اور آریہ سماج سے ہو سکتا ہے جس شخص کو اس رسالہ کے دیکھنے کا شوق ہو کتب فروشوں سے مانگ کر دیکھ سکتے ہیں ⁂

اکثر اقوام ہندوؤں کا گوشت خور ہونا اور ان کی قدیم کتب سے جواز گوشت خوری کا ثبوت

(۱) قنوجیا برہمن۔ (۲) سروریا برہمن۔ (۳) کشمیری برہمن۔ (۴) بنگالی برہمن۔ (۵) مرہٹہ برہمن۔ (۶) ہندو راجپوت۔ (۷) کائستھ۔ (۸) تمام پنجابی کھتری۔ (۹) ہندو گوجر۔ (۱۰) گھوسی۔ (۱۱) سنار۔ (۱۲) جھوجر۔ (۱۳) نرکھان۔ (۱۴) قوم سود۔ (۱۵) تمام سکھ۔ (۱۶) ہندو حجام۔ (۱۷) ہندو کمہار۔ (۱۸) ہندو دھوبی۔ (۱۹) ہندو بھوجی۔ (۲۰) ہندو کھٹیک۔ (۲۱) ہندو سمرج۔ (۲۲) پہاڑی ہندو۔ (۲۳) ہندو روڑے۔ (۲۴) پوربیہ۔ (۲۵) کنڈبیہ۔ (۲۶) ہندو جاٹ۔ (۲۷) لوبانے جاٹ۔ (۲۸) سینسی جاٹ۔ (۲۹) قوم بوربیہ۔ (۳۰) ہندو کلال

قوم لودہ - کوری - گوشت خور آریہ ہندو یجباٹ - علیٰ ہذا القیاس آریہ تر ہیں اور ہندو قومیں بھی گوشت خور ہوں جن کا حال ہمیں معلوم نہیں اب ہندوؤں کی کتب قدیم سے جواز گوشت کا بیان کرتے ہیں۔ ایتریہ اپنشد۔ ادھیا اول کھنڈ دوم میں لکھا ہے اسی طرح حسب مندرجہ بالا اگنی وغیرہ دیوتا نمایاں ہوئے وہ سب دیوتا اس ناپیدا کنار سمندر دنیا میں گرے ان کو بھوک پیاس کی ضرورت نمود ہوئی۔ جس کے دور کرنے کے لئے دیوتاؤں نے کہا کہ ہمارے لئے مقام اور سامان خورد نوش بتلاؤ جہاں قیام کریں پانی پیویں تب آتما نے ان دیوتاؤں کی غذا کے لئے ایک صورت مادہ گاؤ دکھائی اس کو دیکھکر دیوتاؤں نے کہا کہ یہ غذا ہمارے لائق نہیں کیونکہ اس کے اوپر کے دانت نہیں ہیں بدیں وجہ یہ مادہ گاؤ خود اچھی طرح گھاس وغیرہ اپنی غذا کو نہیں کھا سکتی۔ پھر بجائے گئو کے گھوڑے کو دکھایا اس کے کھانے سے بھی دیوتاؤں نے انکار کر دیا اسی طرح دیگر قسم کے جانور دکھلائے دیوتا نے سب کے غذا کرنے سے انکار کر دیا۔ آخیر پر ایک صورت انسان نمودار کرکے دکھلائی اور اس کو دیکھکر دیوتا خوش ہوئے اور کہا کہ یہ نوع بیشک اچھی نیک افعال کرنے والی ہے اس لئے ہم کو پسند ہے انتہی۔

دیکھئے اگنی وغیرہ دیوتاؤں نے اپنی غذا کی ضرورت ظاہر کی اس پر پرمیشور کی طرف سے ان کو گائے کا گوشت کھانے کی اجازت ہوئی دیوتاؤں نے پرمیشور کے عطیہ کو رد کر کے گائے کھانے سے انکار کیا حرام جان کر نہیں بلکہ یہ عذر کیا کہ یہ خود اچھی طرح چارہ نہیں کھا سکتی۔ اور پرمیشور کے دیگر جانور عطا کردہ یعنی گھوڑے کو بھی قبول نہ کیا آخر آدمی کے کھانے پر راضی ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ

دیوتا لوگ وحشی آدم خور نہایت ہی کم عقل تھے جنھوں نے پرمیشور کی عنایت کردہ گائے وغیرہ جانوروں کے گوشت کھانے سے انکار کیا اور آدمی کے گوشت کھانے پر راضی ہو گئے۔ ہمارے بزرگوں نے خدا کا عطیہ یعنے گائے کا کھانا منظور کر لیا۔ اس انکار اور فرماں برداری سے مستنبط ہوا کہ اسلام کے دیوتا خدا کے عطیہ کو منظور کر کے خدا کے فرماں بردار ثابت ہوئے اور ہندوؤں کے دیوتا پرمیشور کے عطا کردہ گائے کے کھانے سے پرمیشور کے نافرمان ٹھہرے۔

یجر ویدی۔ برہدارن اپنشد۔ کرم کانڈ والے اسومیدھ جگ کی حقیقت کے بارے میں لکھا ہے اور اسومیدھ جگ کہ جس میں گھوڑے کی ہنسا کی جاتی۔ یعنے گھوڑا مارا جاتا ہے دوسری طرح گیان کانڈ۔ اسومیدھ جگ کو جائز قائم کیا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر کانڈ والے اسومیدھ جگ کو لکھا جاتا ہے۔ دوم نتیجہ۔ کرم کانڈ میں اسومیدھ جگ سے زیادہ کوئی کرم بڑے درجہ کا نہیں۔ مگر اس کے ثمر سے عموماً جگ یعنے قربانی کرنے والا اندر کے درجہ کو اور زیادہ خصوصاً ہرن گربھ کے درجہ کو پہنچتا ہے۔ دیکھو نقل ان دونوں حوالوں کی برہدارن اپنشد مطبوعہ ودیا ساگر علی گڑھ کے صفحہ ۷۵ سطر ۱ و صفحہ ۷۲ سطر ۲ میں موجود ہے۔

یہاں تک کہ ہم نے دو اپنشدوں سے حوالے دیکر جواز گوشت خوری ثابت کیا ہے ان دونوں اپنشدوں کا معتبر اور مستند ہونا پنڈت دیانند نے اپنی کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا۔ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۲۷۱ سطر ۲۰ میں تسلیم کر لیا ہے۔

گھوڑے کی قربانی کا ثبوت۔ یجر وید ادھیائے ۲۵ منتر ۳۵۔ جو دیوتا

گھوڑے کے گوشت کو دیکھتے ہیں کہ کب ہوم ہوگا اور جو یہ کہتے ہیں کہ پاک اور طیب خوشبودار ہوم کرو۔ اور جو دیوتا گھوڑے کے گوشت کی ہوم کی خواہش کرتے ہیں ان کا سنکلپ ہم کو سود مند ہو اور اسی ادھیائے ۲۲ منتر میں بھی گھوڑے کی قربانی کا ذکر موجود ہے از کتاب وید و قرآن کا مقابلہ مصنف عالی جناب پنڈت ابو رحمت سوامی سرسوتی ۲۲۳ گھوڑے کی قربانی کا ثبوت اور بھی ہو سکتا ہے مگر یہی کافی ہے۔

شکار کھیلنا آریہ راجاؤں کا

کلیات آریہ لیکھرام مطبوعہ مفید عام ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۵۵ کالم اول سطر ۲۳ میں لکھا ہے کہ راجہ سنیت شکار کرتا ہوا ادھر آنکلا۔

کیوں آریو یہ راجہ سنیت جو شکار کرنے اور گوشت کھانے والا تھا جس کا ذکر منشی لیکھرام کر رہا ہے اس کے شکار کھیلنے نے ثابت کر دیا کہ قدیم زمانہ کے راجہ مثل رام چندر جی کے شکار کھیلتے اور گوشت کھاتے تھے اس بیان سے صحیح معلوم ہوا کہ زمانہ قدیم میں گوشت کھانے کا عام رواج تھا اور خوبی یہ کہ یہ راجہ گوشت خور آریہ ہی تھا۔ کیونکہ بقول آریوں کے ہندوستان میں ہمیشہ آریوں کا ہی راج رہا ہے +

گھوڑے کی قربانی

راجہ دسرتھ جس کے دربار میں بڑے بڑے ودیاوان عالم و فاضل مثل دہرشٹ وغیرہ موجود رہتے تھے۔ دیکھو رامائن بال کانڈ کا ساتواں سرگ۔

اور خود راجہ دسرتھ صاحب بھی برہما ثانی تھے ۔ دیکھو کسکندھا کانڈ سرگ چار میں لکھا ہے
اور راجہ دسرتھ برہما کے سمان تھے اور بہت سی جگیہ کی تھی ۔

ایسے بڑے پاٹے اور عالی مراتب راجہ کا جس کے دربار میں اعلیٰ درجہ کے عالم و فاضل موجود ہوں گھوڑے کی قربانی کرنا جواز گوشت خوری کی بڑی کامل دلیل ہے دیکھو رامائن مطبوعہ منشی نولکشور جو بماہ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء میں چھپی ہے اس کے بال کانڈ سرگ ۱۸ صفحہ ۳۳ سطر ۳ میں لکھا ہے ۔ جس دیوتا کے لئے جس پسو کا مانس شاستر میں لکھا ہے ہون کئے گئے ۔ تس کے بعد کوشلیا نے تین بار پوجا کرا کے گھوڑے کو ہاتھ سے اس پرس کر دیا اس دن گھوڑے کا پوجن دن بھر میں سماپت ہوا اور رات ہی بھر راجہ دسرتھ و کوشلیا و سومنتر اور رتوگ ہون کرنے اور کرانے والے سب کوئی جاگرن کرتے رہ گئے ۔ پراتہ کال اس گھوڑے کا انڈکوش[ہ] کاٹ لیا گیا اور گھی میں لپیٹ کر اگن کنڈ میں چھوڑ دیا گیا ۔ اور راجہ دسرتھ نے گھران اس کی دہوم کا لیا اور گھران لیتے ہوئے سب پاپ نشٹ ہو گئے اور ایک ایک کنڈ پر سولہ ۱۶ برہمن تھے اور گھوڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اگن کنڈ میں سواہا کر دیا تھا ۔
ست جگی راجہ دسرتھ جی کا مقدس برہموں کی جماعت کے ساتھ گھوڑے کی قربانی کرنا اور گھوڑے کا گوشت کہانا اور پاپ نشٹ ہو جانا اسے بڑھ کر اور کیا پُن ہو سکتا ہے ؟

پھر اسی رامائن کے صفحہ ۱۱۴ سطر اول آجودھیا کانڈ سرگ ۵۲ میں لکھا ہے جانکی جی گنگا جی کا عبور کرتے وقت یوں فرماتی تھیں ۔ ہے گنگا تمہاری پوجن

ہ یعنی خصیے

کروں گی اور تم تینوں لوگ ہیں چلنے والی ہو اور سمندر کی بہادر جاہو جب لوٹ آؤں گی تو رام چندر کو راج ہوگا تو ہزاروں گو دان کروں گی اور برہموں کو بھوجن کراؤں گی۔ اور انیک گھوڑے ۱۰۰۰ مدارا۔ اور مانس یعنے گوشت۔ نو یدکروں گی۔ بطور منت سیتا جی کا گوشت وغیرہ کا خیرات کرنا اس زمانہ کے لوگوں کا گوشت خور ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رامائن آجودھیا کانڈ سرگ ۵۲ میں لکھا ہے۔ اور تب ان دونوں بھائیوں نے یعنے رام چندر لچھمن نے سور۔ رلیش۔ پرشت۔ اور مہاراجہ چار قسم کے بن پشوں کو جو کہ کھانے میں پاک پوتر ہیں مار کر کھایا اور شام کو ان کا مانس کھا کر ایک درخت کے نیچے رہنے کو چلے گئے۔ پھر رامائن آرنیہ کانڈ ادھیاء ۷۳ شلوک ۱۴ و ۱۵ میں لکھا ہے گوبند رام جی کو کہتے ہیں اے رگھو آپ ان سند پنکھپل پر گذارہ کریں اور رو ہتا چکرا ٹونڈا اور زملہ مچھلیوں کو کھاویں انتہی۔

رامائن میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب رام چندر چترکوٹ میں پہونچے تو جھونپڑی بنا کر لچھمن کو حکم دیا کہ ہرن مار کر لاوے تاکہ یگیہ کیا جاوے لچھمن جی اس ارشاد کے بموجب ہرن مار کر لایا جو پکایا گیا۔ لالہ آتما رام صاحب مصنف مانس پرچار مطبوعہ جالندھر کے صفحہ ۷۵ سطر ۱۳ میں لکھتے ہیں اگر کوئی کہے کہ رام کا ماس ماری ہونا تو ثابت ہو گیا۔ تو اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ ہم نے رام کو راجہ مانا ہوا ہے۔ نہ رشی وہ کسی گرنتھ کے مثل منوکرتا نہیں ہیں۔ ہم ان کی خوبیوں کے گراہک ہیں نہ درگنوں کے انتہی۔

آریہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ رام چندر جی گوشت خور تھے گو رام چندر جی

کو بباعث گوشت خوری کے پاپی خیال کریں یہ اُن کی غلطی ہے پھر رامائن کسکندا کانڈ۔ سرگ ۱۷ میں لکھا ہے کہ چھتریوں کو جو پانچ قسم کے جانور کھانے لائق ہیں وہ یہ ہیں گھرپا۔ ساہی گینڈا۔ گوھیسا۔ کچھوا۔ دیکھیے زمانہ بالمیک جی عام چھتری لوگ گوشت کھایا کرتے تھے ۔

مہابھارت کے پرب ۱۳ میں لکھا ہی ایک راجہ جس کا نام رنت دیو تھا اشمنی جگ کیا اس جگ میں گائے کی قربانی کی۔ پادریوں کی کتاب طریق الحیات مطبوعہ ۱۸۶۶ء کے صفحہ ۵۰ سطر ۵ ملاحظہ ہو اور کتاب دین حق کی تحقیق مطبوعہ ۱۸۷۱ء کے صفحہ ۱۵۹ سطر ۳ میں لکھا ہی کہ ایک جگ میں برہمن دس ہزار گائے کھا گئے۔ الغرض قدیم زمانہ میں گوشت کھانے کا عام رواج تھا۔ ہم کہاں تک بیان کریں۔

رامائن اردو منظوم مطبوعہ منشی نول کشور ۱۸۹۱ء کے صفحہ ۱۰۸ میں لکھا ہی کہ راجہ راون صاحب نے اپنے بھائی کمبھ کرن سوتے ہوئے کو جگا کر ہرن۔ گرگ۔ چھوٹے بکرے۔ گدھے کا گوشت کھلایا۔ جائے انصاف ہے کہ راجہ راون صاحب ذات کے برہمن تھے اور بڑے عالم اور ویدوں کے مفسر بھی تھے۔ ان کا وید ٹیکا ملک دکن میں آجکل موجود ہے باوجود برہمن اور ویددان ہونے کے راون نے اپنے بھائی کو مختلف قسم کے گوشت کھلائے خصوصاً گدھے کا گوشت قابل توجہ ہے۔

ہندی طب اور گوشت

پنڈت دیانند جی اپنی رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۲۹

سطر ۱ میں فرماتے ہیں۔ اس طرح ویدوں میں بہت سے منتر ہیں جن میں علم طب کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔

ہندی طب کی کتابیں جن کا ماخذ بقول دیانند جی وید ہے اُن طب کی کتابوں سے بھی گوشت کھانے کے بڑے بڑے فوائد بیان ہوئے ہیں۔ ہم چند حوالجات مندرجہ ذیل منشی رادھا کشن صاحب کے رسالہ ماننسہ اور آریہ سماج مطبوعہ سنہ ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۶ سطر ۳ سے نقل کرتے ہیں۔ ایروویدادھیا ۲۶ سو کہا گوشت ستھرا ہوتا ہے اور چکنا گوشت طاقت کو بڑھاتا ہے دوم بھارا ہے۔ مرغوب الطبع ہے اور طاقت۔ عقل۔ اوستھا۔ ویریہ کو بڑھاتا ہے دوم گھی میں گوشت بنا ہوا ہلکا ہوتا ہے ہاضمہ کو تیز کرتا ہے عمدہ ہے اور مرغوب خاطر ہے اور نظر کو صاف کرتا ہے۔ ویریہ میں گرم نہیں ہے پت کو ہٹاتا ہے اور عمدہ ہے۔

سوم شوربہ طاقت پیدا کرتا ہے دمہ۔ گٹھیا تین قسم کی بیماریوں کو دور کرتا ہے اور وات پت مشرم کو بھی دور کرتا ہے۔ اور مرغوب الطبع ہے۔

چہارم گوشت کا شوربہ بھوک اور پیاس کو دور کرتا ہے اور وات ہی لنیذ نتیل اور کف کو دور کرتا ہے وغیرہ اور جلاب کے بعد آدمیوں کو دینا چاہیئے۔

پنجم گوہ کے گوشت سے استری کا دودھ پیدا ہوتا ہے لڑکا ہمہ صفت موصوف ہوتا ہے۔ ششم سوار کے گوشت سے اگر استری کا دودھ پیدا ہو تو بہت شین کرنے والا اور سوربیر اور مارگ میں چلنے کی اچھیا کرنے والا لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

ہفتم حاملہ عورت چوتھے مہینے۔ دودھ۔ مکھن۔ گھی سے بنا ہوا بھوجن اور جنگلی پنکھیوں کے گوشت سے ملا ہوا۔ بھوجن کرے۔ ہشتم یہ یہ وید ادھیا۔ اشرم

اسفھان کا منتر ۱۵ ہی اس کا ارتھ یہ ہے کہ وات کی بیماری سے حمل خشک ہوجاتا ہے اور یہ ماتا کو خوشی نہیں دیتا اور آہستہ آہستہ رحم میں پھرتا ہی اس بیماری کو دور کرنے کے لئے دودھ اور مانس کے رس یعنے گوشت کا شوربا استعمال کرنا چاہیئے۔ نہم یہ ادہیا ۱۳۹ اوترتنتر کا ۳۷ امنتر ہے اس کا مطلب یہ ہی کہ بجا ہیں جو آدمی مبتلا ہو اس کو سارس۔ کونج۔ مرغا اور تیتر کا گوشت کھلانا چاہیئے دہم برہدارنک اوپنشد کے ۸ ادہیا چوتھے برہمن کا منتر ۱۷ اہی اس کا ارتھ یہ ہی جو چاہے کہ میرا پوتر پنڈت ست است بویکی دشمنوں کے جتینے والا آپ نہ مارنے والا جنگ گمن اور نربھتا کر شیوالابانی کے بولنے والا سب وید وید انگ ودیا کے پڑہنے اور پڑہانے تتھا سرو ایو کے بھوگنے والا ہو تو وہ گوشت کا پلاؤ بنا کے کھائے تو ایسے پوتر پیدا ہونے کا امکان ہی یہی منتر شت پتھ کے کانڈ ۱۴ ابیں بھی درج ہی۔ یازدہم یہ گرہ سوتر کا پرمان ہی۔ چھٹے مہینے ان پراشن ان بھوجن کا ارتھ کرامے بکرے کے گوشت کا بھوجن ان آدک کی اچھیا کرنے والا تتھا۔

ودیا کامنا کے لئے تیتر کا گوشت بھوجن کرائے۔ دوازدہم یہ شرتی کا پرمان ہے یقین کریئے کہ اتم کھانے کے لایق ان یعنے غذا ہے جو گوشت ہی انتہی۔

درخت اور گوشت خوری

اخبار آفتاب حکمت جلد ۲ نمبر ۱۸ مطبوعہ ۱۹ جون ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴ کالم اول سطر ۲۴ میں لکھا ہی۔ گوشت خور درخت۔ امریکہ اور نیز

بعض جزایر میں ایسے درخت دریافت ہوئے ہیں جو گوشت کہاتے ہیں یعنے اُن میں ایک قسم کی کشش ہی جن کے پتے مثل پنجہ کے کھلے رہتے ہیں جب کوئی کیڑا یا پرندہ اس طرف سے گذرتا ہے تو وہ فوراً بوجہ کشش پتوں پر جمپٹ جاتا ہے اور پتہ فی الفور بند ہوجاتا ہے اور گوشت و پوست کی رطوبت جب تک چوس نہیں لیتا نہیں کھلتا انتھی۔

ان گوشت خور درختوں کا مفصل ذکر اخبار نور افشاں مطبوعہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء جلد ۳۳۔ نمبر ۴۲ کے صفحہ ۱۰ کالم اول میں بھی کیا گیا ہے۔

درختوں کے گوشت خور ہونے پر ایک سوال پیدا ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ درختوں کی سرشت میں گوشت خوری کا مادہ خدانے ودیعت کے طور پر خود ہی رکھدیا ہے جو اس رزاق مطلق کی رزاقی پر دلیل ہے اور یہی نظارہ تمام عالم میں پایا جاتا ہی کہ ایک جنس دوسری جنس کو کھارہی ہی اور جو چیز نشو ونما پانیوالی ہی وہ بدوں کہانے کسی قسم کی غذا کے برقرار رہ نہیں سکتی ہاں ہر شے کہانے پینے میں اپنی خواہ طبیعت کے خلاف کہا پی نہیں سکتی مثلاً پتھر اپنی کان میں مٹی کہاکر ترقی کرتا ہی اگر اسکو کان سے علیحدہ کردیں اور بجائے اُس کان کی مٹی کے کوئی اور چیز پتھر کی غذا کیلئے رکھدیں وہ پتھر نہ اس چیز کو غذا کرے گا اور نہ ترقی کرسکتا ہی پس گوشت خور درخت کا نشو ونما پانا خالق کائنات نے چھوٹے چھوٹے جانوروں پر رکہا ہے جو اس کی غذا ٹھیرائے ہیں کیا درخت کسی جانور کا گوشت کہاکر جو عین اس کی فطرت کے موافق ہے قانون قدرت کے نزدیک مجرم ٹھیر سکتا ہی ہرگز نہیں ہرگز نہیں جواز گوشت خوری کا جب قانون قدرت سے ثابت ہوچکا۔ تو اب ہم دوسرے پہلو سے گوشت کہانے پر بحث کرتے ہیں۔

اے قائلین تناسخ جن پرندوں کا گوشت رات دن یہ پودے کہاتے ہیں کیا اُن جانوروں نے بقول تمہارے جنم سابقہ میں کوئی ایسا بڑا پاپ کیا تھا کہ جسکی وجہ سے وہ اِن درختوں کی غذا ٹھیرائے گئے۔ یا درخت گوشت خوران غریب جانوروں کا گوشت کہانے میں ظلم کے مرتکب ہوکر سزایاب ہوں گے۔ شق اوّل اگر وہ جانور جو درختوں کی غذا ٹھیرائے گئے اپنے جنم سابقہ کی بداعمالیوں کی وجہ سے بطور سزا مانا جاوے تو یہی حال ان جانوروں کا قیاس فرمائے جو حضرت انسان اپنے وصف شجاعت اور بہادری کے برقرار رکہنے کے لئے بعض اوقات استعمال کرتا ہے اور شجاعت اور بہادری جو انسان کا فطری جوہر ہے وہ بدوں استعمال گوشت کے قایم نہیں رہ سکتا پھر انسان ازروئے قانون قدرت کسی جانور کا گوشت کہاکر جو اسکی خوادر طبیعت کے موافق بھی ہو مجرم کیونکر ٹھیر سکتا ہے۔ شق ثانی اگر گوشت خور درخت بباعث کہانے جانوروں کے ظالم ٹھیرایا جاوے۔ تو پرمیشور نے بطور تناسخ اس ظلم کی کیا سزا گوشت خور درخت کیلئے فرمائی ہے اس کا ثبوت وید کے کسی منتر کے ترجمہ تحت اللفظ سے حضرات آریہ صاحبان عنایت فرمائیں اگر کوئی سزا گوشت خور درخت کی آریوں کے ویدوں سے ثابت نہ کی تو پرمیشور کے نیاؤکاری ہونے پر حرف آئیگا۔

اب جیو رکہشیا کے حامیوں کا یہ خیال کہ گوشت کا کہانا رحم کے خلاف ہے اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ گوشت کا نہ کہانا شجاعت اور بہادری کے خلاف ہے اور شجاعت اور بہادری وہ جوہر ہے کہ بدوں اس کے تمدن دنیا تباہ ہو جاتا ہے دیکھئے ہنسا یعنے کسی جیو کو تکلیف پہونچانا جو رحم کے بالکل

خلاف ہی چوروں اور بدمعاشوں کو سزائے بید یا جیل میں ڈالنا یا ازروئے یجروید ادھیاسا۱۳ منتر ۴۷ نیل گائے جو ایک قسم کی جنگلی گائے ہوتی ہے بباعث نقصان پہونچانے کھیتوں کے اس کو مارنا۔ گو ہنسا یعنے بے رحمی ہے۔ مگر تمدن کے خلاف نہیں۔ اس لئے پنڈت دیانندجی نے ناچار ہو کر جین مت کے خلاف ہنسا یعنے بے رحمی کے جواب میں اپنی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سمت ۱۹۰۴ بکرمی کے صفحہ ۵۹۴ سطر ۲۰ میں فرماتے ہیں۔ کیونکہ بغیر تکلیف پہنچانے کے کسی جیو کا گذارہ نہیں ہو سکتا مطابق اس کے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سنہ ۱۹۰۴ کے صفحہ ۵۰۴ سطر ۶ میں لکھا ہے۔ جیو رکھشا کے حامیوں کا دھرم کے راگ گانا اور معاملہ برعکس۔ اب جیو رکھشیا کے حامیوں کا زبانی رحم رحم کرنا ان کے [illegible] کے تمدن سے ظاہر کرکے دکھلاتے ہیں کہ ہاتھی کے دکھلانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور کھانے کے اور۔

دلیل اوّل۔ جیو رکھشیا کے حامی خصوصاً ان کا گروہ پنڈت دیانندجی اپنی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۵۴۲ سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں پرمیشور نے بعض جیووں کو انسان کا جنم اور بعض جیووں کو شیر وغیرہ کا بے رحم جنم۔ اور بعض کو ہرن۔ گائے وغیرہ حیوانوں کا اور بعض کو درخت وغیرہ اور کیڑے مکوڑے پتنگ وغیرہ کے جنم دیتے ہیں اس لئے پرمیشور طرفدار ٹھہرتا ہے۔ جواب طرفداری نہیں آتی کیونکہ ان جیووں کے پچھلے جنم میں کئے ہوئے اعمال کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اگر اعمال کے بغیر جنم دیتا تو طرفداری عاید ہوتی انتہی۔

دیکھیے بقول پنڈت دیانندجی انسانی ارواح بباعث اپنے بداعمال کے درخت

وغیرہ بن سکتے ہیں۔ پھر اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۹۰ سطر ۶ میں لکھا ہے۔
جو شخص بذریعہ جسم چوری۔ دوسرے کی عورت سے مباشرت۔ نیک آدمیوں کی
ہلاکت وغیرہ بدکام کرتا ہے اس کا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں ہوتا ہے
پھر ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۹۲ سطر ۱۶ میں لکھا ہے جو نہایت درجہ کے تموگنی
ہیں وہ غیر متحرک درخت وغیرہ کیڑے مکوڑوں کا۔ مچھلی۔ سانپ۔ کچھوے۔ مویشی
اور مرگ جنگلی چوپایہ کا جنم پاتے ہیں پنڈت دیانند کا یہی عقیدہ تھا کہ آدمی کی روح
کثرت گناہوں کے باعث نباتات بن جاتی ہیں۔ اور مطابق عقیدہ پنڈت صاحب کے
منو ادھیا۔ ۱۲ اشلوک ۹ و ۴۲ میں لکھا ہے اور کٹھ بلی اپنشد ادھیا ۲ منتر ۷۔ چھاند وگیا
اپنشد پرپاٹھک دوم منتر اول و دوم میں درخت کی تمثیل دیکر درخت میں جیو کا جانا ثابت کیا
گیا ہے اور شت پتھ براہمن کانڈ اول ادھیا دوم براہمن ۳ منتر ۶ و ۷ و ۸ میں نباتات میں
روح کا جانا تسلیم کیا گیا ہے۔ سانکھیہ درشن ادھیا ۵ سوتر ۱۲۱ میں بھی روح کا نباتات
میں داخل ہونا قبول کیا ہے اس لئے منو صاحب اپنی منوسمرتی ادھیا ۸ شلوک ۲۸۵
میں درخت کاٹنے والے کو ڈنڈ دینا فرماتے ہیں۔

اور اسی بنا پر گوشت خور آریہ پارٹی نے گاجر کا کاٹنا اور مرغ کا ذبح کرنا دونوں
برابر خیال کئے ہیں۔ دیکھو رسالہ ماس پرچار مصنفہ لالہ آتما رام صاحب مطبوعہ ست
دھرم پرچارک جالندھر کے صفحہ ۴ سطر ۲۔ رحم رحم کرنے والے جیو رکھشا کے حامی
مسواک کرنے کے لئے جب کسی درخت کی نرم نرم ڈالیاں توڑ کر اپنی کارروائی کرتے
ہیں اس وقت ہنسا کے بھاگی ہو کر انکا رحم کہاں کافور ہو جاتا ہے علاوہ مسواک
کے نباتات رات دن کھاتے ہیں نباتات کا کھانا گوشت کھانے سے ان کے نزدیک

جو نباتات میں بقول پنڈت دیانند جی روح انسانی کا جانا مانتے ہیں کیا فرق ہے۔ اگر کوئی نباتات خور یہ خیال کرے کہ نباتات توڑتے وقت نباتات کو تکلیف نہیں ہوتی اس کے جواب میں کہا جائیگا کہ نباتات کسی صورت سے اپنی تکلیف کا حال ظاہر نہیں کر سکتی۔ اور تکلیف ضرور ہوتی ہوگی اگر تکلیف نہونے اور تڑپنے کی وجہ سے نباتات کا توڑنا اور کہانا جائز خیال کیا جاتا ہے تو اے نباتات خور آریو پھر تمہیں انڈے کہانے میں کیا عذر ہے ظاہر ہے کہ انڈے اور نباتات میں روح کا ہونا برابر ہے

دوسری دلیل جیو رکھشیا کے مدعی جو گائے کو ماتا اور بیل کو پتا مانتے ہیں۔ جو ان کے ساتھ رحم کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ وہ بھی قابل غور ہے اول بچارے غریب بیل کو اپنے فایدہ ذاتی کے لئے بڑی بے رحمی اور سنگ دلی سے خصی کرتے ہیں اور جو نسل اس کی پشت میں بالقوہ موجود ہوتی ہے اس کا قلع وقمع کیا جاتا ہے اور اس کو لذت شہویہ خداداد سے محروم کیا جاتا ہے۔ پھر اس عاجز بیل کا ناک چیرا جاتا ہے اول ایک مونجھ کی رسی ڈالی جاتی ہے پھر بجائے مونجھ کی رسی کے سوت کا مضبوط ڈورا ڈالا جاتا ہے جس کو نکیل کہتے ہیں بروقت خصی اور ناک چیرنے کے جو صدمہ بیل کی جان کو دیا جاتا ہے وہ ذبح سے کچھ کم نہیں ہوتا ہے اس غریب بیل کا بلبلانا اور تڑپنا اسوقت کا دیکھا نہیں جاتا۔ یہ گت تو جیو رکھشا کے پتا صاحب کی ہوئی اب ماتا صاحبہ کا حال سنئے جب گائے بیاتی اور بچھڑا دیتی ہے از روے قانون قدرت بچھڑے کی پیدایش سے پہلے ہی اس کی غذا کے لئے گائے کے تھنوں میں دودھ پیدا ہو جاتا ہے یہ دودھ خاص بچھڑے کی روزی اور غذا خدا نے مقرر فرمائی ہے۔ جیو رکھشا کے حامی اور زبانی رحم رحم کے راگ گانیوالے دودھ دوہتے وقت

بچھڑے کو گائے کے ساتھ جب ایک کھونٹے سے باندھ دیتے ہیں اور بچھڑا مارے بھوک کے تڑپ رہا ہے لالہ جی مزے سے دودھ نکال اور اپنا برتن بھر علیحدہ ہو گئے تھوڑا سا دودھ اس بدنصیب بچھڑے کو چھوڑ دیا باقی تمام دن بھوک سے مارا جاتا ہے۔ کہو جیو رکھشا کے حامیوں پرائی روزی کو غصب کرنا ظلم اور بے رحمی میں داخل ہے یا نہیں اگر کہو کہ ہم گائے کو چارہ وغیرہ دیتے ہیں اس لئے دودھ ہمارا حق ہو جاتا ہے تو اس کے جواب میں کہا جائیگا کہ جس خالق کائنات نے گائے کو پیدا کیا ہے وہی اس کو روزی دیتا ہے سو گائے کو بھی دیگا نیل گائے جو ایک قسم کی گائے جنگلوں میں رہتی ہے گھر کی گائیوں سے تر و تازہ ہوتی ہے لالہ جی اصل بات یہی ہے کہ اپنا پیٹ پالنے کے لئے بچھڑے پر ظلم کیا جاتا ہے اور اس کا حق غصب کر کے اس کو اپنی ماں کے دودھ سے محروم کیا جاتا ہے جو سراسر ظلم میں داخل ہے۔

تیسری دلیل بعض اوقات گائے موسم برسات میں جو بیاتی ہے اس کے جائے پیشاب میں کرم پڑ جاتے ہیں۔ اب جیو رکھشا کے حامی اس کا کیا علاج کرینگے بہر صورت کیڑے مارنے پڑیں گے۔ ان کیڑوں کا مارنا جیو رکھشا کے حامیوں کے نزدیک مہا پاپ ہے۔ اگر کیڑے نہ مارے جائیں تو رفتہ رفتہ کیڑے گائے کا کام تمام کر دیں گے اس گائے بے زبان کا پاپ بھی لالہ جی کی گردن پر ہوگا امید ہے کہ لالہ جی پچاس روپیہ کی گائے کی خاطر اپنے ذاتی فائدہ کو مدنظر رکھ کر بیشمار کیڑوں کا خون ضرور کر دیں گے کیوں جیو رکھشا کے حامیو اپنے ذاتی مفاد کے لئے جیو گھات کرنا تو آپ کے یہاں جائز خیال کیا جاوے اور ہزاروں جیو مار کر رحم اور دیا آپ کی برقرار رہے اگر ہمارے غریب مسلمان عید قربان پر بامر الٰہی دینی فائدہ کے لئے کوئی جانور

راہ مولا پر قربان کردیں تو ان پر آفت ٹوٹ پڑے کیا اس کا نام بے انصافی اور ظلم نہیں ہے۔

چوتھی دلیل۔ گاڑی اور ہل میں بیل جوتے جاتے ہیں کاندھے بیلوں کے بعض اوقات پک جاتے ہیں اور خون جاری ہو جاتا ہے دھوپ میں تمام دن ستائے جاتے ہیں۔ ہنٹروں کی مار ہوتی ہے بے زبان بے رحموں کے قابو میں ہیں بیل گاڑی پر بیٹھے لالہ جی ہوا خوری کرتے ہیں اگر ذرا گاڑی کی رفتار کم ہو جائے بیلوان کو تاکید کی جاتی ہے بیلوں کو جلدی چلاؤ یہی غریب گھوڑے کا حال شکرم اور یکہ اور دیگر گاڑیوں میں جوتے جاتے ہیں پیٹھ لگ جاتی ہے گھوڑا زخمی ہے مگر ماری ہنٹروں کے ادھڑا دیتے ہیں جیو رکھشا کے حامی ان عاجز جانوروں پر مطلق رحم نہیں کرتے۔ پھر ناحق رحم رحم کے راگ گانے بے سود نہیں تو اور کیا ہے چنانچہ جیو رکھشا کے حامی اکثر شہروں میں گوشالہ بناتے ہیں جیسے ہمارے شہر لودیانہ میں ایک گوشالہ موجود ہے جس میں اکثر بیمار گؤوں پر رکھشا کی جاتی ہے کیا جیو رکھشا کے حامیوں کا فرض نہیں کہ بیمار بلیوں کے لئے کوئی بلّی شالہ بھی تجویز کریں اور ایک مہاتما شہر کے قصابوں کی دوکانوں سے چھیچھڑے جمع کرکے ان غریب بیمار بلیوں کی پرورش کیا کرے کیا یہ بلیاں خدا کی مخلوق جیسے نہیں ہیں کیا ان میں روح نہیں ہے

انصاف ! انصاف !! انصاف !!!

پانچویں دلیل ہمارے شہر لودیانہ محلہ ڈھولیوال میں سید عزت صاحب مرحوم کے گھر ایک دفعہ ایک چیل کا گندہ پتنگ کی ڈور سے کٹ کر گر پڑی قریبا گیارہ برس زندہ رہی اس کو گوشت اور چھیچھڑے دیئے جاتے تھے آخر وہ مرگئی اے جیو رکھشیا کے

حامیو وہ چیل اگر کسی گھاس خور آریہ کے گھر میں گرپی تو گھاس خور آریہ اس کی پرورش کیونکر کرسکتا تھا آخر وہ بیچاری بھوکی مرجاتی اور اس چیل کے مرنے کا پاپ ضرور اس آریہ کے ذمہ ہوتا۔

چھٹی دلیل۔ ہماری ہمسایہ میں ایک عورت کے دماغ میں کرم پڑ گئے تھے ڈاکٹر صاحب نے بذریعہ پچکاری ناک کے راستہ سے تمام کیڑے خارج کر دیئے عورت مذکور نے چند یوم میں صحت پائی۔ خدانخواستہ اگر کیڑے مارے بچاتے تو بیچاری عورت کا کام تمام کر دیتے اور خوبی یہ کہ ڈاکٹر صاحب بھی آریہ ہی تھے کمترین نے بطور ہنسی ڈاکٹر صاحب سے عرض کی کیوں ڈاکٹر صاحب جیو ہنسا کا مسئلہ تو حل ہوگیا چونکہ ڈاکٹر صاحب میرے مہربان تھے ہنس کر بولے کہ مولوی صاحب اگر کرم مارے نہ جاتے تو اس عورت کا خاتمہ ہو جاتا اُتم کے بچاتے نکھد کا مارنا دوش نہیں ہے۔ اس پر خاکسار نے ڈاکٹر صاحب کے جواب میں کہا کہ بقول آپ کے اُتم کے بچاتے نکھد کا مارنا دوش نہیں اہل اسلام کا بھی یہی مدعا ہے کہ انسان کی نجات کے لئے بحکم الٰہی جانور کا ذبح کرنا گناہ نہیں ہے کیونکہ گھوڑے کی قربانی تو آریوں کے معتبر اور مستند کتابوں میں بھی موجود ہے پھر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ بعض بیماروں کو تو ہم خود ہی گوشت کھانے کا حکم دیا کرتے ہیں۔

ساتویں دلیل۔ پہاڑی ملکوں میں جو بستیاں آباد ہیں وہاں موذی جانور مثل شیر چیتا۔ بھیڑیا وغیرہ۔ بھیڑ بکری اور گائے کا سخت نقصان کرتے ہیں اکثر اوقات آدمیوں پر بھی حملہ کرتے ہیں۔ اگر ان موذی جانوروں کو مارا نہ جاوے تو رفتہ رفتہ تمام بستیوں کا خاتمہ کر دیں کیا عقل سلیم اس بات کا فتویٰ دے سکتی ہے کہ

موذی جانوروں پر رحم کیا جاوے۔ اور ان کو بالکل مارا نہ جاوے ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں ہاں اگر کوئی عقل کا دشمن جیو رکھشیا کا بیجا حامی موذی جانوروں کے نہ مارنے کا فتوے دے تو عند العقل سلیم یہ فتوےٰ سراسر خلاف قانون قدرت کے متصور کیا جاویگا ظاہر ہے کہ عقل سلیم کب گوارا کرسکتی ہے کہ انسان اشرف المخلوقات کے ضایع کرنیوالوں موذی جانوروں پر رحم کیا جاوے اور ان کو مارا نہ جاوے جائے غور ہے کہ انسان کا پایہ تمام مخلوق سے بلند ہے۔ ویدوں کا فتوے تو ایک ادنے کھیت کے نقصان پہ بھی جانوروں کا مارنا جایز قرار دیا گیا ہے دیکھو رسالہ مانس اورام اریہ مطبوعہ اردوٹائمس پریس سنہ ۱۸۹۴ع کے صفحہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ میں خاص دیانندی بھاشی سے منشی رادھاکشن نے ثابت کیا ہے کہ کھیتی کے نقصان پہنچانے پر اونٹ اور سفید رنگ کے جانور اور نیل گائے جو ایک قسم کی جنگلی گائے ہوتی ہے مارنے کا حکم ویدوں میں موجود ہے یہہ منتر جن جانوروں کے مارنے کا بیان ہے یہی یجروید ادھیایا ۲۴ کے منتر ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ کا ترجمہ ہے۔ کیوں جیو رکھشا کے حامیو جب حسب فرمودہ وید کھیتی کے نقصان پر جانوروں کا مارنا جایز ہے تو حضرت انسان اشرف المخلوقات کے منافع کے واسطے اگر جانور مارے جاویں تو عند العقل کیونکر منع ہوسکتے ہیں ٭ دیکھئے مختلف امراض کیواسطے بطور ادویات بعض جانوروں کا گوشت اور بعض کی سوختہ ہڈیاں اور بعض کا خون طب کی کتابوں میں استعمال کرنا لکھا ہے اگر انسان کی جان چند جانوروں کے مارنے سے بچ جاوے کیا مضایقہ ہے اگر ایسی ضرورت پر بھی جانور مارا نہ جاوے تو بیماروں کا علاج کیونکر کیا جاوے خصوصاً وہ بیماریاں جنکا علاج کسی جانور کے خون یا سوختہ ہڈی یا گوشت سے کیا جانا مناسب ہے

اگر رحم کو اندازے سے بڑھا دیا جاویگا تو نہ بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے اور نہ دنیا کی تجارتوں کا کام چل سکتا ہے خصوصاً چرم کی تجارت وغیرہ ایسا بیجا رحم جہان کی تباہی کا باعث ہو جائیگا جو عقل کے نزدیک درست نہیں ہے۔

آٹھویں دلیل۔ ہندی ویدک اور نیز یونانی طب کی کتابوں میں بعض بیماریوں پر مشک یعنے کستوری کا استعمال لکھا ہے اور بروقت جلانے مردہ کے قریباً ڈیڑھ تولہ کستوری اور کیسر وغیرہ اور میت کے جسم کے برابر گھی وزن کیا جاوے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۰، سطر ۱۸ مطبوعہ ۱۹۵۴ بکرمی ہمارے ودیاوان لالہ جی صاحبان آپکو معلوم ہو کہ یہ کستوری کسی عاجز ہرن کے مارنے سے دستیاب ہوتی ہے ایک نافہ سے قریباً تولہ برآمد ہو سکتی ہے مرض طاعون میں ہند و پنجاب میں فی ہفتہ ۷۰ ہزار فوتیاں ہوئیں جیسا کہ اخبارات سنہ ۱۹۰۷ء سے ظاہر ہوتا ہے ان میں چاہیئے تو مردم شماری کی وجہ سے ہندو زیادہ ہوں یعنے ہندو ۴۰ ہزار اور مسلمان ۳۰ ہزار ۴۰ ہزار ہندوؤں کے جلانے کے لئے بموجب تعلیم وید ۶۰ ہزار تولہ کستوری کا خرچ صرف ایک ہفتہ میں ہوا علیٰ ہذا القیاس ۴۰ ہزار ہرن ایک ہفتہ میں مارے جاویں تو حسب فرمودہ وید ۴۰ ہزار ہندو مردے جلائے جائیں اور دونوں وقت کے ہون میں بھی کستوری کام آتی ہے اور ادویات کے ذریعہ سے بھی اسکا استعمال لالہ جی کرتے ہیں از روئے وید کستوری کا جلانا ضروریات میں سے ہے اب لالہ جی خود ہی حساب کر لیں کہ کس قدر ہرن مارے جائیں تو آپکا کام چلے لاکھوں ہرن مروا کر بھی لالہ جی کے رحم اور دھرم میں فرق نہیں آتا کیوں آریہ مردہ جلانے اور ہون میں کستوری کا ڈالنا جو وید کی تعلیم ہے وہ بدوں ہی کثرت سے ہرن مارنے کے دستیاب ہی نہیں ہو سکتی

بہتر ہو کہ آپ کستوری کا استعمال بالکل چھوڑ دیں تاکہ تمہارا جیو رکھشیا کا مسئلہ اور رحم اور دیا کا راگ گانا ٹھیک ہو جاوے۔ گو یہہ چھوڑنا ویدوں کے خلاف ہی کیوں نہو۔

نویں دلیل۔ شہد جو بہت مکھیوں کے مارنے اور غریب مکھیوں کے استھانوں سے پراگندہ کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہی اسکا استعمال کرنا بھی لالہ جی ترک کر دیں کیونکہ مکھیوں کا مارنا اور ان کو اپنے گھروں سے خارج کرنا اور اپنے مزے کے لئے ان کے استھانوں کو برباد کرنا اور ان کی جمع کردہ شہد کو غصب کرنا کیا ظلم نہیں ہے اور یہہ جو از روئے وید بروقت پیدا ہونے بچہ کے گھی اور شہد کو سوزن سے لگا کر بچہ کو چٹایا جاتا ہی جیسا کہ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سمت ۱۹۵۵ بکرمی کے صفحہ ۱۱۹ سطر اول میں لکھا ہی امید ہی کہ آریہ اب تو شہد کا کہانا اور بچوں کو چٹانا چھوڑ دیں گے یا اپنی خواہش کے پورا کرنے کے لئے غریب مکھیوں پر ظلم کرنا روا کر دیں گے۔

دسویں دلیل۔ جیو رکھشیا کے حامی رحم اور دیا کے پتلے جب کہانا کہانے لگیں اور بھوکی اور عاجز مکھیوں کو اپنے کہانے پر سے نہ اڑائیں کیونکہ وہ غریب اپنی غذا کہانے کیلئے خدا جانے کتنی دور سے تلاش کرتی ہوئی آئیں ہیں۔ بیچاری بھوکی مکھیوں کو ان کے حاصل کردہ رزق پر سے اڑانا رحم اور جیو رکھشیا کے خلاف اور سراسر ظلم میں داخل ہی۔ اسی طرح لالہ جی کا گڑ و شکر کے کہانے والے کیڑوں مکوڑوں کو مارنا بھی پاپ میں داخل ہو سکتا ہی۔

گیارھویں دلیل۔ جانداروں پر زبانی رحم اور دیا کرنے والے لالہ جی صاحبان ہمیشہ بسال بسال کوٹھوں میں غلہ جمع کیا کرتے ہیں پھر اس غلہ میں بے شمار جیو پیدا ہو جاتے ہیں اور بروقت فروخت کرنے کے جب تول لگتا ہے بکثرت جیو مزدوروں کے

پیروں سے مارے جاتے ہیں کچھ ترازو وغیرہ سے فنا ہوتے ہیں اور باقی غلہ نکالنے کے بعد مکان صاف کرتے وقت مر جاتے ہیں غرض لاکھوں کروڑوں خون ہو جاتے ہیں اس ہنسا جیو ہتیا کا بانی کون ہے۔ لالہ جی غلہ جمع کرنے والے شاید آریہ سماج کے رکن اعظم ہی ہوں۔

بارھویں دلیل ۔ جیو رکھشا کے حامی اپنے مندروں میں سنکھ کا بجانا بھی چھوڑ دیں کیونکہ یہ سنکھ ایک سمندری جانور کی ہڈی ہے ہڈی کا منہ میں لگانا جیو رکھشا کے نزدیک مہا پاپ ہے۔

تیرھویں دلیل ۔ جیو دھرمی موتیوں کا استعمال کرنا چھوڑ دیں خواہ بذریعہ زیور یا ادویات میں کیونکہ موتی بھی ایک سمندری جانور یعنے صدف کی ہلاکت کے بعد دستیاب ہو سکتے ہیں۔ موتیوں کا بنانا گویا سمندری جانوروں کا مروانا ہے۔

چودھویں دلیل ۔ ہمارے مہربان لالہ جی کے کپڑوں اور سر میں اکثر جوئیں پڑ جاتی ہیں لالہ جی جوئیں نکال کر زندہ پھینک دیتے ہیں جو بھوکی مر جاتی ہیں۔ انکا پاپ لالہ جی کے ذمہ ہوگا۔ لالہ جی کا خون اور میل جوؤں کا رزق ہے انکو رزق سے علیحدہ کرنا سراسر پاپ ہے۔

پندرھویں دلیل ۔ لالہ جی بیماری پر جونکیں لگانا بھی چھوڑ دیں کیونکہ بعض آدمیوں کا خون ایسا خراب ہوتا ہے کہ جونکیں خون پی کر مر جاتی ہیں جونکیں مری اور لالہ جی مہا پاپی ہوئے

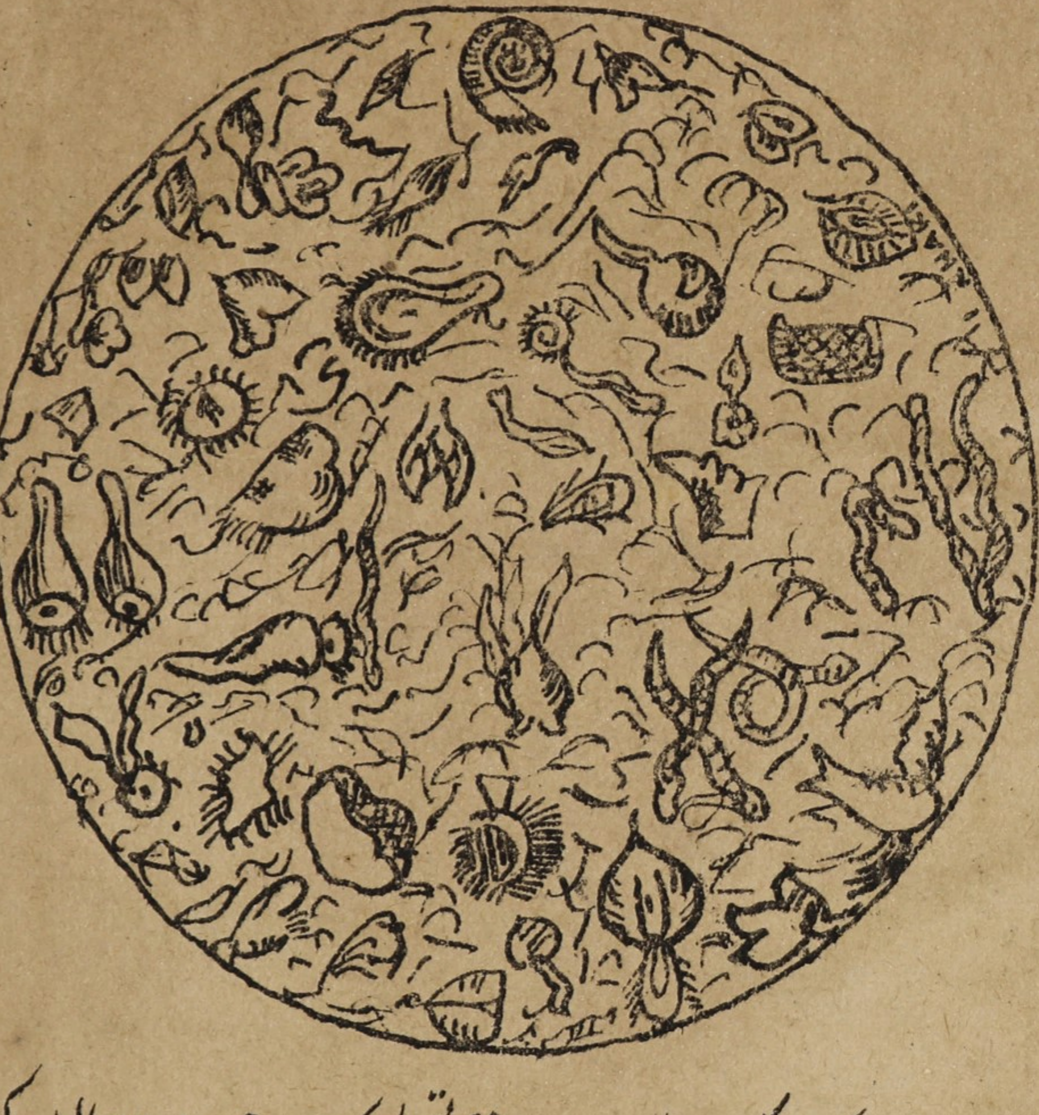
سولھویں دلیل ۔ لالہ جی اپنے گھروں اور دکانوں پر چراغ بھی نہ جلایا کریں خصوصاً موسم برسات میں کیونکہ چراغ روشن پر اکثر جانور آ کر مرتے ہیں۔ ان کی ہتیا لالہ صاحب کے ذمہ ہوگی۔

ستارھویں دلیل - ہمارے جیو دہرمی چوری جسسے مکھیاں اُڑایا کرتے ہیں یہ ایک جنگلی گائے کی دم ہوتی ہے جس کو بڑی بے رحمی سے پہاڑی ہندو ظالم کسی تیز حربہ سے کاٹ لیتے ہیں چوری کا استعمال کرنا غریب گوؤں کو دُکھ دینے کا باعث اور ظالموں کی امداد کرنا ہے -

اٹھارھویں دلیل - ہمارے سامنے چوڑا بازار لودیانہ میں ایک شکاری جنگل سے بھیڑیئے کا بچہ پکڑ لایا ایک ہندو حلوائی نے جیو رکھشا کا خیال کرکے اس شکاری سے بھیڑیئے کا بچہ چار آنہ کو مول لیکر زندہ اُسی جنگل میں چھوڑنے کی تجویز کی اس پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ لالہ جی اگر یہ بھیڑیئے کا بچہ مارا جائے تو صرف ایک ہی جان کا نقصان ہوگا تمہارے چھوڑانے پر یہہ زندہ رہیگا تو جوان ہو کر صدہا جانوروں کو ماریگا - اُن جانوروں کا پاپ کس کی گردن پر ہوگا - یہ اعتراض سنکر حلوائی کا دم بخود ہو گیا - اب یہہ جیو دہرمی حلوائی نہ بھیڑیئے کے بچے کو چھوڑا سکتا ہے نہ مروا سکتا ہے - حیران ہو رہا ہے - بیجا رحم کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے -

انیسویں دلیل - نقل مشہور ہے کہ ایک برہمن اور جی رکھشا کا مدعی اپنے خیال میں بڑا پرہیزگار تھا حتی الامکان وہ کبھی کسی ذی روح کو دکھہ نہیں دیتا تھا یہانتک اس کو احتیاط تھی کہ جب وہ باہر جاتا تو اس کے ملازمین آگے آگے راستہ صاف کیا کرتے تھے تاکہ کوئی ذی روح ضایع نہ ہو جاوے اور اپنے کھانے پینے میں بھی ہر طرح کی احتیاط اور انتظام کیا کرتا تھا کسی یورپین نے اس برہمن سے کہا کہ آپ ناحق اس قدر تکلیف کیوں کرتے ہو آپ بذریعہ پانی صدہا کیڑے پی جاتے ہو دیکھو میں آپکو پانی کے کیڑے دکھلاتا ہوں یورپین صاحب نے بذریعہ خوردبین

پانی میں بکثرت کیڑوں کا معائنہ کرا دیا۔ برہمن صاحب پانی میں کیڑوں کا مشاہدہ
کر کے اپنے دل میں بہت حیران ہوا آخر اپنے خیالی دھرم پر قربان ہو کر اس نے
قسم کھائی کہ اب میں کبھی پانی نہ پیوں گا۔ مارے پیاس کے تڑپ تڑپ کر جیو رکھشا
کے حامی برہمن صاحب اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ پانی میں کرموں کا ہونا
یقینی طور پر بذریعہ خوردبین جو کیڑے نظر آتے ہیں اُن کی تصویر یہ ہے ٭



پانی میں کیڑوں کا ہونا پنڈت دیانند نے بھی تسلیم کیا ہے اور جین مت والوں کو
گوشت خور ثابت کرنے کے لئے بطور سوال و جواب اپنی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ
سمت ۱۹۵۴ بکرمی کے صفحہ ۵۹۹ سطر ۱۸ میں یوں بحث کی ہے۔ سوال فرضی

جینیوں کی طرف سے۔ دیکھو تم کچا پانی گرم کئے بغیر پیتے ہو اور اس لئے بڑا گناہ کرتے ہو ہماری طرح تم بھی گرم پانی پیا کرو۔

جواب :۔ ز جانب پنڈت دیانند۔ تمہاری یہ بات بھی غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ جب تم پانی گرم کرتے ہو تو پانی کے کیڑے مرجاتے ہوں گے۔ اور ان کے جسم پانی میں جوش دیئے جا کر وہ پانی سونف کے عرق کی مانند بن جاتا ہوگا۔ ایسی صورت میں گویا تم ان کا یک آتشہ ماءاللحم پیتے ہو۔ پس تم بڑے گنہگار ہو اور جو ٹھنڈا پانی پیتے ہیں وہ نہیں کیونکہ ٹھنڈا پانی پینے سے پانی کے کیڑے پیٹ میں جاکر قدرے حرارت سے سانس کے ذریعہ باہر نکل جاتے ہیں اور اس طرح رنج و راحت محسوس نہیں کرتے۔ پس گناہ کسی کو نہیں ہوتی۔

مطابق اس کے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۵۰۸ سطر ۵ میں لکھا ہے دیکھئے سوال و جواب مذکورہ بالا میں پنڈت دیانند نے اول تو پانی میں کیڑے مان لئے ہیں اور جین مت والوں کو بباعث گرم پانی پینے کے یک آتشہ ماءاللحم پینے والے ٹھیرایا ہے اور آپ چونکہ سرد پانی پیکر پانی کے کیڑوں کو سانس کے راستہ سے پیٹ سے زندہ باہر نکال کر جیو ہتیا سے بچے ہوئے بیان کر رہے ہیں ناظرین پنڈت دیانند کے اس جواب پر ہمارے کئی اعتراض ہیں +

پہلا اعتراض یہ ہے کہ پنڈت صاحب نے ٹھنڈا پانی پیکر جگر کی چھلنی سے چھان کر کیڑوں کو اپنے منہہ کے راستہ سے باہر تو کر دیا مگر یہ خیال نہ کیا کہ پانی کے کیڑے بدوں پانی کے زندہ ہی کیوں کر رہ سکتے ہیں۔ منہہ سے باہر ہوتے ہی فوراً ہوا لگتے ہی مرجاویں گے۔ ہاں پنڈت صاحب سرد پانی پیکر جو کیڑے

ان کے پیٹ سے قدرے حرارت محسوس کر کے منہہ سے باہر آدیں گے ان کی زندگی کے لیئے ایک پانی کا برتن بطور توبرہ منہہ سے باندھ لیتے کیوں کہ جو کیڑے پیٹ سے باہر آتے فوراً اس پانی کے برتن میں آجاتے برتن جو منہہ سے باندھا ہوا ہوتا افسوس یہ تجویز پنڈت صاحب نے نہ کی۔ پھر پیٹ کے خارج شدہ کیڑوں کا بدوں پانی زندہ رہنا کیونکر بیان کر سکتے ہیں۔

دوسرا اعتراض پنڈت صاحب پانی سے آٹا گوندھتے اور حلوا اور پوری کچوری اور ماش کی دال وغیرہ جو بذریعہ آگ پکائی جاتی ہیں ان پانی کے کیڑوں کو اشیاء مذکورہ بالا میں بطور کباب مزے سے کہاتے تھے۔ پس جین مت والے بقول پنڈت دیانند گرم پانی پینے کی وجہ سے یک آتشہ ماء اللحم پینے والے اور خود پنڈت دیانند جی پوری کچوری کا پکوان اور دیگر چیزیں پانی ڈال کر پکا کر کہانیوالے ضرور پانی کے کیڑوں کے کباب کہانیوالے ثابت ہوتے ہیں۔

بیسویں دلیل۔ قائلین تناسخ کا عقیدہ ہے کہ حیوانی قالبوں میں وہی جیو داخل کیئے جاتے ہیں جو کسی جنم میں سخت پاپی ہوں حیوانی جنم کیا ہے گویا سزا کے لیئے پرمیشور کا جیل خانہ ہے۔ جائے انصاف ہے کہ ان قیدی روحوں کو جو حیوانی وجودوں میں مقید ہیں کسی صورت سے خلاص کرنا اُن پر ایک قسم کا رحم ہے اور یہ خلاصی بدوں ذبح کے محال ہے اس لئے بعض جانوروں کا بہ نیت چھٹکارا حلال کرنا ان کے حق میں سراسر رحم ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن حیوانوں کا گوشت کہایا جاتا ہے ان حیوانوں نے پہلے جنم میں کسی ذی روح کو پھاڑا اور کہایا ہو اب اس جنم میں وہ بدلا پا رہے ہوں اس بدلے میں کہانیوالوں کا کیا قصور ہے یہ تو پرمیشور کا انتظام

ہی۔ گوشت خوری پر اعتراض کرنا گویا پرمیشور کے قانون قدرت پر حملہ کرنا ہی۔
یہاں تک جو اوگوشت خوری کا ثبوت ہم دے چکے ہیں اب یہ دکھلاتے کہ اہل ہنود
نے اپنے دہرم سے کس وقت اور کس وجہ سے روگردانی کرکے گوشت کھانا چھوڑدیا

گوشت کہانیکا رواج اہل ہنود میں کب سے کم ہوا ہی۔

ای ناظرین آپ صاحبان اپنے دلوں میں ضرور خیال کرتے ہوں گے کہ تعجب کی
بات ہی کہ جب وید و شاستر اور ہنود کی تاریخوں سے اور نیز ہندی طب کی کتابوں
سے اور وید شاستر کے ماہر دیانندجی کے قول سے گوشت کھانا ثابت ہی وید وں کے
پیروکار آریوں کا ایک حصہ کثیر ہمارے سامنے رات دن گوشت کھاتا ہی۔ اور
ہندوؤں کی دیگر اقوام کا گوشت خور ہونا جن کا شمار ۱۴۴ تک اوپر یہاں بیان
ہوچکا ہی علاوہ اس کے قانون قدرت بھی بطور شہادت ہمارے سامنے موجود
ہی کہ خالق کائنات نے اپنے فعل یعنی اپنے پیدا کی ہوئی سرشٹی میں بعض جانوروں
کی فطرت یا سرشت میں گوشت کھانے کی عادت ڈال دی ہی۔ یہ امر ظاہر ہی
کہ گوشت خور اپنی فطرت اور سبھاؤ کے آپ خالق نہیں بلکہ اُن کی خو اور فطرت کو
خدا نے اپنی مرضی سے بنایا ہی اور یہ بات بھی ضروری ہی۔ کہ خدا کا قول خدا کے
فعل کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ پھر کیا وجہ ہی کہ بعض نادان ہندو جیو رکھشیا کے
حامی بنکر خلاف وید و شاستر و تواریخ اور قانون قدرت گوشت کھانے سے

انکار کرتے ہیں اور یہ نہیں کہ صرف انکار ہی کرتے ہیں بلکہ گوشت کہانے والوں سے عداوت بھی رکہتے ہیں۔ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ قدیم زمانے میں اہل ہنود کے بزرگ اعلیٰ ہمیشہ گوشت کہاتے اور قربانیاں کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ گائے بیل کا گوشت برابر کہایا جاتا تھا۔ مگر کچھ عرصہ ہوا ہی کہ بعض اہل ہنود نے گوشت کہانا اور قربانیاں کرنا ترک کر دیا ہی۔ اس ترک گوشت خوری کی وجہ محققین کے نزدیک یہ ثابت ہوئی ہی کہ ملک اودہ کے شمال اور کوہ ہمالہ کے دامن میں ایک سلطنت تھی جسکا نام کپل وست تھا یہ سلطنت غالباً گورکھپور یا نیپال میں واقع تھی رسنہ عیسوی سے قریب پانچسو پچاس برس پہلے یہاں کے راجہ کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ساکی یا گوتم رکہا یہ شخص بعد میں بدہ یعنی عارف کے نام سے مشہور ہوا ساکی منی اگرچہ راجہ کا بیٹا اور قوم کا چھتری یعنے سپاہی تھا۔ مگر اس کو آغاز شباب ہی سے مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا ابھی کچھ بہت عمر نہ ہونے پائی تھی کہ اپنے باپ کا راج پاٹ چھوڑ کر فقیر ہو گیا اول وہ برہمنوں کا چیلہ بنا پھر جنگل میں جاکر تپسیا کرنے لگا انجام کار اس نے ایک نیا مت نکالا جو بدہ مذہب کے نام سے مشہور ہی یہ مذہب بہت جلد ہندوستان میں پھیل گیا اور قریب ایک ہزار برس ملک ہندوستان میں اس کا غلبہ رہا اور راجہ اشوک جو ہندوستان میں بڑا نامی گرامی راجہ گذرا ہی اس کی بابت آئینہ تاریخ نما حصہ دوم کے صفحہ ۷ میں لکھا ہی کہ یہ راجہ اشوک چندر گپت کا پوتا قبل حضرت مسیح ۲۶۳ برس ہوا تھا پہلے یہ راجہ اشوک برہمنوں کا معتقد تھا بعد میں بدہ مذہب میں داخل ہو گیا تھا۔

یہہ راجہ اشوک تمام ہندوستان کا شہنشاہ

یعنے چکروتی راجہ ہوا۔ اس نے اپنے دہرم کا کتابہ اپنے راج کی سرحد پر اور بڑے بڑے شہروں میں ہر طرف پتھر کی چٹانوں اور لاٹوں پر کہدوا دیا۔ پشاور کے نزدیک کپر دی گری اور کٹک کے پاس دہورلی اور کرنال کے قریب جوناگڈہ میں چٹانیں اب تک موجود ہیں۔ دہلی اور جے پور کے درمیان بیراٹ یا بھابھرا میں اور دہرہ دون کے متصل کانسی میں اور گنجام میں بھی پتہ لگا ہے۔ دلی۔ الہ آباد اور بکرا میں اور دہیا۔ اور بتھیا کے نزدیک ترہت میں بھی لاٹیں کھڑی ہیں اور ان تمام لاٹوں پر کتابے کہودے ہوئے ہیں اور جن میں ۱۴ حکم شاہی جاری کئے گئے ہیں منجملہ ان ۱۴ حکموں کے ایک حکم یہ بھی جاری ہوا تھا کہ راجہ حکم جاری کرتا ہے کہ جانوروں کا مارنا موقوف ہو جاوے نہ پوجا کے واسطے مارے جائیں اور نہ سماج کے لئے۔ اس میں بڑی برائی ہے دیکھو صفحہ ۷۷ کا حاشیہ۔ انتھی دیکھئے ۲۶۳ برس قبل پیدایش حضرت مسیح ہندوستان میں عام گوشت کہانے کا رواج تھا اور خصوصاً پوجا اور سماجوں میں گوشت کا خرچ زیادہ ہوا کرتا تھا جائے غور ہے کہ پوجا اور سماجوں میں گوشت کا استعمال کرنیوالے سوائے ویدوں کے پیرو کار آریوں کے باپ دادوں کے اور کون ہو سکتے ہیں الغرض راجہ اشوک جو باعث بدہ مذہب ہونے کے ویدوں کی تعلیم کا سخت دشمن تھا۔ جیسے کہ بدہ مذہب کی شاخ آج جین مت والے ہندوستان میں موجود ہیں اور ویدوں کی وہ بُری گت کرتے ہیں جو قابل دید ہے اگر کسی کو ویدوں کی بُری گت دیکھنی منظور ہو تو کتاب اگیان تمر بھاسکر کا مطالعہ کرکے دیکھہ لیں جو پنڈت آتما رام صاحب جینی کی تصنیف ہے اس راجہ اشوک نے قربانیاں جو ویدوں اور منو شاستر کی تعلیم تھی اور مرے بزرگوں کی روحوں کو مختلف گوشتوں کا ثواب پہونچاتے تھے جیسا کہ منوسمرتی

ادہیا ۳۔ شلوک ۲۶۸ سے ۲۷۲ تک سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیجا رحم کی آڑ بنا کر
قدیم مذہبی رسوم یعنے گوشت خوری اہل ہنود پر ظالمانہ حملہ کر کے وید مذہب کو غارت
کر دینا چاہا اور بدھ مذہب کے پیروکاروں نے بموجب حکم راجہ اشوک گوشت کھانا اول
تو خود ترک کیا رفتہ رفتہ جیو رکھشیا کا مسئلہ جاری کر کے عوام جہلا کے دلوں کو
اپنی طرف رجوع کر لیا جیسے آجکل آریہ سناتنی یعنے قدیم ہندوؤں کو ان کے قدیم
ویدک دہرم سے منحرف کرا کر یورپ کے فلاسفروں کا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ اس
وقت برہمنوں نے دیکھا کہ بدھ مت تمام قربانیاں اور گوشت خوری کے خلاف
تعلیم دیتا ہے اور جیو رکھشیا کی تعلیم عوام کے دلوں میں گھر کر گئی ہے کہ اس کا اٹھانا
ایک امر ناممکن ہے ناچار برہمنوں نے بھی آہستہ آہستہ اور بے معلوم اس جیو رکھشیا
کے مسئلہ کو اختیار کر لیا ہے تاکہ روٹیوں میں کمی نہ آوے کیونکہ عوام ہی برہمنوں کی
خدمت کیا کرتے تھے اور یہ برہمن بھی ایسی روش پر چلے کہ عوام کو دکھلا دیا کہ گویا یہ
جیو رکھشیا کا مسئلہ شاستروں کا ہی ہے اور چند فقرات اپنے پستکوں میں لکھ مارے۔
کہ جیو رکھشیا کرنا چاہیئے۔ افسوس صد افسوس ان خود غرض اور پیٹ کے غلام برہمنوں
نے اپنے ایمان اور قدیم دین کو دنیا کی خاطر قربان کر کے اپنے قدیم مذہب یعنے وید
و شاستر کی تعلیم گوشت خوری اور قربانیوں کو مٹانا چاہا مگر ان ظالم برہمنوں کا بد اثر
اکثر ہندوؤں پر نہ پڑا اور گوشت خوری اور قربانیوں کا رواج قدرے قلیل پھر بھی
باقی رہا جو ہمارے سامنے دیویوں کے مندروں اور بڑے بڑے تہواروں پر
بھینسے اور بکریوں کی قربانیاں آجتک ہوتی ہیں اور نیز خاص ہندوؤں میں ۳۶
قومیں گوشت خور بھی ہیں۔ اور خصوصاً آریوں کا ایک حصہ بموجب تعلیم پنڈت دیانند

برابر گوشت کہانا ہے کیا کوئی جیو رکہشیا کا مدعی راجہ اشوک سے پہلے اپنی قدیم کتابوں سے گوشت کہانے کی ممانعت دکہلا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں اے ناظرین بعض نادان جیو رکہشیا کے حامیوں کا گوشت نہ کہانا ان کا اصل مذہب نہیں اصل مذہب از روئے وید و شاستر گوشت کہانا خصوصاً گائے بیل کا قربان کرنا جس کا ثبوت اوپر ہم بخوبی دے چکے ہیں۔ اب جیو رکہشیا کے حامی وید و شاستر اور اپنی قدیم کتابوں سے روگردان ہوکر راجہ اشوک بے دین ناستک کے غلام بننا چاہتے ہیں سو شوق سے بنیں و رنہ دل پر کیوں ظلم کرتے ہیں۔ کیوں ناحق کسی غریب اپنے ہمسایہ کے مذہبی رسم قربانیوں پر حملہ کرتے ہیں اور گوشت خوروں سے جلتے ہیں دیکہو ماہ جون ۱۹۰۸ء میں موضع راہوں ضلع جالندہر کے نادان جیو رکہشیا کے حامیوں آریوں نے ناحق بیچارے غریب قصابوں پر حملہ کیا اور اس کے عوض سرکار دولت مدار نے ان ظالموں کو سزائے جیل اور جرمانہ سے سزایاب کیا خدا ہماری گورنمنٹ کو سلامت رکہے جو ان ظالموں سے ہماری سلامتی کا باعث ہے۔

بھینسے کی درخواست

دہرم آتما پرمیشور آپ کی منو کامنا کو پوری کرے۔ اور آپ کی سرگرمیاں دیکہ دیکہکر میں اپنے اس خیال میں بہت خوش تہا کہ اہم اور ضروری امور سے فراغت حاصل کرکے کبھی مجھ سیاہ رو اور سیاہ بخت پر بھی دیا کی نظر ہوگی۔ مگر آپ کے بعض گنوار اور غیر تعلیم یافتہ چیلے ایسی غیر واجب حرکتیں (جو کبھی آپکی رائے سے نہ تہیں)